ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

18

www.tanzeem.org

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

28 شوال تا 5 ذوالقعدہ 1445ھ/7 تا 13 مئی 2024ء

قیام عدل وقسط کی اہمیت

انسانی اجتماعیات کے بہت بڑے عالم اور جدید معاشرتی اور سماجی مسائل کی طرف دو صدی قبل توجہ دلانے والے اور ان کا قرآن وحدیث کی روشنی میں حل پیش کرنے والے عظیم مجدد دین امام الہند شاہ ولی اللہ دہلوی ؒ نے اسلام میں عدل وقسط کے قیام کی اہمیت پر روشنی ڈالی ہے اور اس پر انہوں نے بہت عمدہ دلیل قائم کی ہے کہ اسلام یہ عدل اس لیے قائم کرنا چاہتا ہے کہ اگر کوئی جابرانہ اور ظالمانہ (یا جدید اصطلاح میں استحصالی) نظام رائج ہو جائے تو اس کے نتیجے میں آبادی کی ایک عظیم اکثریت بالکل حیوانوں کی سطح پر زندگی بسر کرنا شروع کر دیتی ہے اور اس کے لیے کسی اعلیٰ سوچ، فکر یا خیال کا امکان ہی باقی نہیں رہتا اور اکثریت کو مجبور کر دیا جاتا ہے کہ وہ کولہو کے بیل اور بار برداری کے اونٹ کی مانند اپنی دو وقت کی روٹی کے لیے جان گسل محنت میں صبح سے شام تک مصروف رہے، تو کہاں اللہ سے محبت کرنا، اس کو چاہنا، اس سے لو لگا کر بیٹھنا یا کسی اعلیٰ فکر کی طرف متوجہ ہونا (دنیا نے تیری یاد سے بیگانہ کر دیا—— تجھ سے بھی دلفریب ہیں غم روزگار کے) گویا اب انسانوں کے لیے اس مقصد کو پورا کرنا ممکن ہی نہیں رہتا کہ جس کے لیے ان کی تخلیق ہوئی تھی: ﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝﴾ (الذّٰریٰت) کہ میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے، لہٰذا اسلام یہ چاہتا ہے کہ نظام عدل وقسط قائم ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مواقع حاصل ہوں کہ وہ اللہ کی معرفت حاصل کریں، اس سے محبت کریں، اور اس سے لو لگائیں، گر یہ نہیں تو پھر بابا سب کہانیاں ہیں۔ (اسلام کا معاشی نظام، از ڈاکٹر اسرار احمدؒ)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 213 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 35245 سے زائد، جن میں بچے: 15150،
عورتیں: 11200 (تقریباً)۔ زخمی: 85800 سے زائد

اس شمارے میں

پاکستان اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت: ناشکری کیوں؟

زندگی کے نشیب وفراز میں حکمتیں

امیر تنظیم کا خط بنام وزیر اعظم پاکستان

ایرانی صدر کا دورہ پاکستان

لہو دیا قدم قدم

رمضان المبارک کے دوران دورہ ترجمہ قرآن پروگرام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حضرت شعیب علیہ السلام کا پیغام

سورۃ القصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیت:25

فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ لِيَجۡزِيَكَ اَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَا ؕ
فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيۡهِ الۡقَصَصَ ۙ قَالَ لَا تَخَفۡ ٚ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۵﴾

آیت:۲۵ ﴿فَجَآءَتۡهُ اِحۡدٰىهُمَا تَمۡشِىۡ عَلَى اسۡتِحۡيَآءٍ ۫﴾ ’’اتنے میں اُس کے پاس ان دو میں سے ایک لڑکی شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی آئی۔‘‘

﴿قَالَتۡ اِنَّ اَبِىۡ يَدۡعُوۡكَ لِيَجۡزِيَكَ اَجۡرَ مَا سَقَيۡتَ لَنَا ؕ﴾ ’’اُس نے کہا: میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں تا کہ وہ بدلہ دیں آپ کو اس کا جو آپ نے ہمارے لیے پانی پلایا ہے۔‘‘

یعنی آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلانے کے لیے جو مشقت اٹھائی‘ ہمارے والد آپ کو اس کا کچھ اجر دینا چاہتے ہیں۔

﴿فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيۡهِ الۡقَصَصَ ۙ﴾ ’’تو جب موسیٰؑ اُس کے پاس آیا اور اُس نے اسے اپنا سارا قصہ سنایا‘‘

اس آیت میں لفظ ’’الۡقَصَصَ‘‘ آیا ہے اور اسی مناسبت سے اس سورۃ کا نام القَصَص ہے۔

﴿قَالَ لَا تَخَفۡ ٚ نَجَوۡتَ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿۲۵﴾﴾ ’’اُس نے کہا: اب ڈرو نہیں‘ تم نجات پا چکے ہو ظالم لوگوں سے۔‘‘

یعنی آپ علیہ السلام کے ان دشمنوں کی اس علاقے تک رسائی نہیں۔ یہاں آپ کو کسی قسم کی پریشانی یا تکلیف نہیں ہوگی۔ آپ یہاں آرام سے رہ سکتے ہیں۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں جس شخصیت کا ذکر ہے وہ حضرت شعیب علیہ السلام تھے‘ اس لیے کہ حضرت شعیبؑ کے مدین میں مبعوث ہونے کا ذکر قرآن میں موجود ہے۔ چنانچہ علّامہ اقبال نے بھی اس شعر میں اسی طرف اشارہ کیا ہے: ؎

اگر کوئی شعیبؑ آئے میسّر شبانی سے کلیمی دو قدم ہے!

یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ یا دس سال تک چرواہے کی حیثیت سے حضرت شعیب علیہ السلام کی خدمت میں رہے اور یہ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ آپؑ چرواہے سے کلیم اللہ بن گئے۔

درس حدیث: حیا جنت میں لے جانے والا عمل

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((اَلۡحَیَاءُ مِنَ الۡاِیۡمَانِ، وَالۡاِیۡمَانُ فِی الۡجَنَّۃِ، وَالۡبَذَاءُ مِنَ الۡجَفَاءِ، وَالۡجَفَاءُ فِی النَّارِ)) (مسند احمد)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’حیا، ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں (لے جانے والا) ہے اور بدکلامی و بدزبانی، اکھڑ مزاجی اور بدخلقی سے ہے اور اکھڑ مزاجی آگ میں (لے جانے والی) ہے۔‘‘

ہر انسان فطری طور پر زیورِ حیا سے آراستہ ہوتا ہے۔ اس کے اندر خیر اور بھلائی کے کاموں سے محبت، عفت و پاکدامنی کے جذبات، سخاوت و فیاضی اور انسانی ہمدردی کی بنیادی صفات موجود ہوتی ہیں۔ حیا انسان کو بے حیائی کے کاموں، نازیبا اور خلافِ ادب باتوں اور حرکتوں سے روکتی ہے، اس لئے کہا گیا ہے کہ جب حیا اور شرم نہیں تو انسان جو چاہے کرے۔ اس کو روکنے والی کوئی چیز باقی نہیں رہتی ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
28 شوال تا 5 ذوالقعدہ 1445ھ جلد 33
7 تا 13 مئی 2024ء شمارہ 18
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان اللہ تعالیٰ کی خصوصی نعمت: ناشکری کیوں؟

﴿وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ
فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ﴿١١٢﴾ وَلَقَدْ
جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿١١٣﴾﴾ (النحل)

''اور اللہ نے مثال بیان کی ہے ایک بستی کی جو بالکل امن و اطمینان کی حالت میں تھی، آتا تھا اس کے پاس اس کا رزق بافراغت ہر طرف سے۔ تو اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی، تو اُسے چکھا (پہنا) دیا اللہ نے لباس بھوک اور خوف کا، اُن کے کرتوتوں کی پاداش میں۔ اور آیا اُن کے پاس ایک رسول انہی میں سے تو انہوں نے اس کو جھٹلا دیا، پس آ پکڑا انہیں عذاب نے اور وہ خود ہی ظالم تھے۔''

درج بالا آیات سورۃ النحل کی ہیں۔ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ نے اپنی بہت سی نعمتوں کا ذکر کیا ہے اور پھر لوگوں کو ان کی طرف توجہ دلا کر کہا ہے کہ ان پر غور و فکر کرو، تمہیں اللہ کی معرفت حاصل ہوگی۔ اِن آیات میں ایک قوم کی ناشکری کا قصہ بیان کیا گیا ہے کہ کس طرح انہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیات کو جھٹلایا، کس طرح انہوں نے ناشکری کی رَوِش اختیار کی اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیسا سلوک فرمایا! تفاسیر میں درج ہے کہ یہ قوم سبا کا قصہ ہے۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے خوب زرعی اور معاشی خوشحالی سے نوازا تھا مگر انہوں نے ناشکری کی روش اختیار کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر اس زور کا سیلاب بھیجا کہ پانی ذخیرہ کرنے کے لیے بنایا ہوا بند ٹوٹ گیا، جس کے نتیجے میں ان کی بستیاں برباد ہو گئیں اور ان کے سرسبز و شاداب باغ اجڑ گئے۔ قومِ سبا پر جب سیلاب آیا تو وہ تتر بتر ہو گئی۔ انہی میں سے دو قبائل اوس اور خزرج بھی تھے جو یمن سے نکل کر مدینہ منورہ آ کر آباد ہو گئے تھے۔ اس قوم کو جزیرہ نمائے عرب پر تجارت کی اجارہ داری حاصل تھی۔ شام سے یمن تک کی تجارتی شاہراہ قومِ سبا کے پاس تھی۔ اس قوم کے بعد یہی چیز قریش کو حاصل ہوئی جس کا تذکرہ سورۂ قریش میں ہے۔ فرمایا:

﴿لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ﴿١﴾ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ﴿٢﴾ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا
الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ﴿٤﴾﴾

''قریش کے مانوس رکھنے کی وجہ سے (یعنی) سردیوں اور گرمیوں کے سفر سے ان کو مانوس رکھنے کی وجہ سے۔ پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن عطا کیا۔''

بیت اللہ کی تولیت اور خدمت کی وجہ سے قریش مکہ کو امن، چین اور سکون بھی حاصل تھا۔ لہٰذا اس سورۃ میں اللہ تعالیٰ قریش کو یاد دلا رہے ہیں کہ انہیں عرب میں جو عزّت حاصل ہے اور جو امن، چین، سکون اور خوشحالی میسّر ہے، اس پر شکرگزاری کی رَوِش اختیار کریں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی کی عبادت کریں۔ فتح مکہ کے بعد دورِ نبوی ﷺ میں اور پھر خلافتِ راشدہ میں مسلمانوں کو پہلے جزیرۂ نما عرب اور پھر تین براعظموں میں معاشی، سیاسی، اخلاقی،

سماجی، تمدنی اور امورِ عالم میں عروج حاصل ہوا لیکن اُس کے بعد بتدریج کفرانِ نعمت کی روش بڑھتی گئی اور بالآخر 1924ء میں یہ حالت ہوگئی کہ:

مَیں تجھ کو بتاتا ہوں تقدیر اُمم کیا ہے
شمشیر و سناں اوّل‘ طاؤس و رُباب آخر!

قرآن مجید کا اسلوب یہ ہے کہ وہ دراصل ہمیں بھی سمجھا رہا ہے کہ اس آئینے میں اپنی تصویر دیکھو کہ تم کہاں کھڑے ہو‘ تمہاری کیفیت کیا ہے؟ امرِ واقعہ یہ ہے کہ اگر ہم غور و فکر کریں تو ہمارا معاملہ بھی کچھ ایسا ہی ہے‘ اِلا ماشاء اللہ۔ حقیقت یہ ہے کہ انگریز کی دو سو سالہ غلامی کے دور میں برصغیر پاک و ہند کے مسلمان پستی اور ذلت و رسوائی کی عمیق گھاٹی میں گر چکے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ہم پر مہربانی کی اور پاکستان کے لیے تحریک چلائی گئی۔ تحریکِ پاکستان کی بنیاد ہندو کا خوف تھا کہ انگریز کے جانے کے بعد وہ ہم سے ہزار سالہ شکست کا انتقام لے گا۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے وقت اندرا گاندھی کے منہ سے یہ الفاظ بھی نکل گئے تھے کہ ’’ہم نے اپنی ہزار سالہ شکست کا انتقام لے لیا ہے۔‘‘ پھر اللہ تعالیٰ نے پاکستان جیسی نعمت ہمیں عطا کردی۔ کس لیے؟ چونکہ ہم نے کہا تھا کہ ہمارا دین خطرے میں ہے‘ ہماری تہذیب خطرے میں ہے‘ ہماری ثقافت خطرے میں ہے۔ ہندو اکثریت میں ہے‘ انگریز کے جانے کے بعد تو ہندو چھا جائے گا۔ لہٰذا ہمیں ایک علیحدہ خطہ چاہیے جہاں ہم آزادی سے اپنے دین پر عمل کرسکیں۔ علامہ اقبال نے 1930ء کے خطبہ میں یہی بات کہی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا نہ صرف قبول کی بلکہ ہمیں ایک کی بجائے دو پاکستان عطا کردیے۔ ایک مشرقی پاکستان اور ایک یہ موجودہ مغربی پاکستان۔ لیکن پھر ہوا کیا؟ ہم نے بھی وہی کچھ کیا جو قومِ سبا نے کیا تھا: ﴿فَكَفَرَتۡ بِاَنۡعُمِ اللّٰهِ﴾ ’’تو اُس نے ناشکری کی اللہ کی نعمتوں کی‘‘ تو ہم نے بھی اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی ہے۔ کیا ہم نے بھی یہی وعدہ نہیں کیا تھا کہ اے اللہ! ایک بار ہمیں ایک علیحدہ خطہ عطا کردے‘ ہم نیکوکاروں میں ہوں گے‘ ہم تیرے دین کے عادلانہ نظام کو قائم کرکے دکھائیں گے‘ ہم اسلام کا نظامِ حریت واخوت ومساوات قائم کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے جب ہمیں ایک کے بجائے دو خطے عطا کردیے‘ ہر طرح کی سہولیات عطا کردیں‘ بافراغت رزق ہمارے پاس تھا ---- انڈیا سے جب کوئی پاکستان آتا تو اسے یوں محسوس ہوتا کہ ایک غریب ملک سے ایک خوشحال ملک میں آ گئے ہیں ---- لیکن ہمارا طرزِ عمل اور رویہ مسلسل ناشکری کا رہا۔ اسی دین سے ہم نے اعراض کیا جس کو قائم کرنے کا وعدہ کرکے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا۔ قراردادِ مقاصد منظور ہوئی تو پارلیمنٹ کے اندر کہا گیا کہ آج ہمارے سر شرم سے جھک گئے ہیں کہ عوامی حاکمیت کے دور میں اللہ کی حاکمیت کا اقرار ع

کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں!

No legislation will be done repugnant to The Quran and The Sunnah!

ہماری باقی ساری تاریخ بھی اسی طرح کی ہے۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ سزا کے طور پر 1971ء میں ہمارے اوپر عذاب کا کوڑا برسا اور مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہوگیا۔ اس پر مستزاد یہ کہ انہوں نے ’’مشرقی پاکستان‘‘ نام رکھنا بھی گوارا نہیں کیا جبکہ دنیا میں اُس وقت دو جرمنی تھے اور دو کوریا تو اب بھی ہیں۔ پاکستان بھی دو ہوسکتے تھے: مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ لیکن بنگالیوں کے دلوں میں ہمارے خلاف ایسی نفرت تھی کہ انہوں نے نام میں پاکستان کا لفظ بھی گوارا نہیں کیا۔ ہمارے ترانوے ہزار کڑیل جوان ہندو کی قید میں چلے گئے۔ پوری اسلامی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیجیے ہماری معلومات کی حد تک اس کی مثال نہیں ملتی۔ شہید تو ہوئے ہیں لیکن اتنی بڑی تعداد میں قیدی کبھی بھی نہیں ہوئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے عذاب کا کوڑا تھا جو ہم پر برسا ہے اور اس کی وجہ فقط ’’اعراض عن الدین‘‘ ہے کہ اس دین سے ہم نے اعراض کی روش اختیار کی۔ اس کے بعد بھی ہماری روش نہیں بدلی اور اب بگاڑ بڑھتے بڑھتے جس حد تک پہنچ گیا ہے وہ ہمارے سامنے ہے۔ مروّجہ سیاست کی بات کریں تو اُس میں یہ بگاڑ ویسے تو کئی دہائیوں سے چلا آرہا ہے‘ لیکن اب یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنی آخری حدوں کو پہنچ گیا ہے۔ گالیاں دینا اور غیبت کرنا تو ایک معمول سا بن گیا ہے۔ ہلڑ بازی‘ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا‘ الزام تراشی‘ بہتان طرازی‘ کردارکشی‘ بیڈروم تک کی آڈیو/ ویڈیو لیکس کا معاملہ، یہ ہماری سیاست کے سنگ ہائے میل بن چکے ہیں۔ مقتدرہ کی بات کریں تو پون صدی سے اصل حکومت اُنہی کی چل رہی ہے، کبھی کھلے عام مارشل لاء کی صورت میں تو کبھی پردے کے پیچھے سے ’ڈمی‘ یا ’ہائبرڈ‘ حکومتوں کی ڈوریاں کھینچتے ہوئے۔ پون صدی کی تباہی سب کے سامنے ہے مگر طاقت ور شاید سبق سیکھنے کو تیار نہیں۔ معاشی حالت یہ ہے کہ وہ پاکستان جو 1960ء کی دہائی میں جنوبی کوریا اور ملائشیا کو معیشت درست کرنے کے گُر سکھا رہا تھا اور پاکستان کے پانچ سالہ منصوبے کو بنیاد بنا کر ان ممالک نے اپنی معاشی ترقی کا سفر شروع کیا تھا، آج آئی ایم ایف سے سودی قرضہ لینے کے لیے گھٹنوں کے بل گرا ہوا ہے۔ آئی ایم ایف اور اُس کے پشتی بان تقریباً نصف صدی سے پاکستان کو ماتھے کے بالوں سے پکڑ کر اُس کی خون آلود ناک سے لمبی لمبی لکیریں نکلوا رہے ہیں۔ معاشی تنگی سے خودکشیاں بڑھ رہی ہیں اور پڑھا لکھا نوجوان طبقہ دھڑا دھڑ ملک چھوڑ کر جا رہا ہے۔ دہشت گردی، سٹریٹ کرائم اور بدامنی نے ایک مرتبہ پھر ملک کو اپنے خونخوار پنجوں میں جکڑ لیا ہے۔ گویا وہی کیفیت نظر آتی ہے جو سورۃ الانعام کی آیت ۶۵ میں بیان کی گئی:

﴿قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ
فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا
وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ
الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝۶۵﴾

’’کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ تم پر بھیج دے کوئی عذاب تمہارے اوپر سے یا تمہارے قدموں کے نیچے سے یا تمہیں گروہوں میں تقسیم کر دے اور ایک کی طاقت کا مزا دوسرے کو چکھا دے۔ دیکھو کس کس طرح ہم اپنی آیات کی تصریف کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھیں۔‘‘

یہ کیفیت ہے جو اس وقت ہماری ہو رہی ہے۔ ہم ایک دوسرے کو مزہ چکھانے کے چکر میں ہیں اور گروہ بندی حد سے بڑھتی جا رہی ہے۔ اس ساری صورتِ حال کی بنیادی وجہ اس وعدے کی خلاف ورزی ہے جو قیامِ پاکستان کے موقع پر بحیثیت قوم ہم سب نے اللہ سے کیا تھا۔ یہ خلاف ورزی ہم مسلسل کرتے چلے جا رہے ہیں۔ کہاں ہے وہ اسلام جس پر عمل کرنے کا وعدہ کر کے ہم نے یہ ملک حاصل کیا تھا؟ سوال یہ ہے کہ اس صورت حال سے نجات کیسے حاصل کریں؟ اس کا سادہ سا جواب یہ ہے کہ اس کا واحد راستہ ہے ’’توبہ‘‘! جو کچھ ہو چکا‘ سو ہو چکا۔ اب اس سے واپس پلٹا جائے۔ ہمیں اپنے اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔ اپنے آپ کو ٹٹولیں کہ ہم کتنے مسلمان ہیں! کیا اپنے پانچ چھ فٹ کے وجود پر میں نے اسلام کو نافذ کیا کہ نہیں؟ اگر کیا ہے تو کتنے فیصد کیا ہے؟ کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ اپنی ذاتی زندگی میں بھی اور اس کے بعد جو میرا دائرۂ اختیار ہے‘ اس کے اندر بھی شریعت کا نفاذ ہو۔ اس انفرادی توبہ کے ساتھ اجتماعی توبہ بھی ہو تو مکمل توبہ ہوگی‘ جیسا کہ قومِ یونسؑ نے گڑگڑا کر اللہ کے حضور توبہ کی تھی۔ ان کی اجتماعی توبہ قبول بھی ہوگئی تھی اور عذابِ الٰہی کے آثار نظر آنے کے بعد وہ عذاب بھی ان سے ہٹا لیا گیا تھا۔ اگر ہمیں بھی اللہ کے عذاب سے بچنا ہے تو یہی روش اختیار کرنا ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے وقت ہمارے بزرگوں نے اللہ سے کہا تھا کہ ہم اس ملک میں دین کا نفاذ کریں گے اور اسلام کا بول بالا کریں گے۔ لہٰذا اس دین کے نفاذ اور قیام کے لیے عملی جدّوجہد کی جائے۔ ہم اپنے تن من دھن کو اس عظیم کام کے لیے وقف کر دیں۔ بقول جگر مراد آبادی ؎

چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر، چمن سے روٹھی بہار اب بھی

❁❁❁

پریس ریلیز 29 اپریل 2024ء

ایک اسلامی نظریاتی ریاست کے سب سے بڑے صوبے میں حکومتی سطح پر گانے بجانے کی ترویج باعثِ شرم ہے

شجاع الدین شیخ

ایک اسلامی نظریاتی ریاست کے سب سے بڑے صوبے میں حکومتی سطح پر گانے بجانے کی ترویج باعثِ شرم ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ حکومتِ پنجاب کا صوبہ بھر میں مقابلۂ موسیقی کا انعقاد کرنا اسلامی تعلیمات سے کھلی بغاوت اور مملکتِ خداداد پاکستان کے اسلامی تشخص کے ساتھ کھلواڑ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ متعدد احادیث مبارکہ میں موسیقی اور آلاتِ موسیقی کو حرام اور گانے بجانے کو شیطانی فعل قرار دیا گیا ہے۔ پھر یہ کہ گانے بجانے والوں اور موسیقی سننے والوں کو آخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ پنجاب بھر کے سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ نیز عام شہریوں کو اس شیطانی کھیل میں حصہ لینے کی زوردار تحریک دی جا رہی ہے جو درحقیقت دجالی مغربی تہذیب کے لیے راستہ ہموار کرنے کے مترادف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب کا اپنا سماجی نظام تو مکمل طور پر تباہی و بربادی کا شکار ہو چکا ہے اور اب اُس کی پوری کوشش ہے کہ وہ مختلف ذرائع استعمال کر کے اور حکومتوں پر دباؤ ڈال کر مسلمان ممالک کے اخلاقی اور معاشرتی نظام کو بھی تباہ کر دے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام ایک باحیا اور اعلیٰ اخلاقی معیار پر مبنی معاشرے کی تشکیل چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی شرم کا مقام ہے کہ غزہ کے مسلمانوں پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری جاری ہے اور حکومتِ پنجاب کو موسیقی جیسے حرام فعل کا مقابلہ کروانے کی سوجھ رہی ہے۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ شیطنت پر مبنی پنجاب مقابلۂ موسیقی 2024ء کو فوری اور مستقل طور پر منسوخ کیا جائے۔ وفاقی اور صوبائی حکومتوں کا دینی، ملی اور قومی فریضہ ہے کہ ہر نوع کی بدی کے تمام ذرائع کا سدِ باب کریں تاکہ ایک صالح معاشرہ وجود میں آسکے اور ہماری دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

زندگی کے نشیب و فراز میں حکمتیں

(سورۃ الفجر کی آیات 15 اور 16 کی روشنی میں)

جامع مسجد قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی شجاع الدین شیخ ﷾ کے 26 اپریل 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

مصائب و آلام، ابتلا و آزمائش انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ یہی انسان کا امتحان ہے کہ وہ کس کیفیت میں کیا ردعمل دیتا ہے۔ لیکن انسان ناشکرا بھی ہے اور بے صبرا بھی۔ جب اس کو کوئی نعمت ملتی ہے، اسائش و راحت ملتی ہے، دولت و اختیار ملتا ہے تو اکڑ میں آجاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ مجھ میں کوئی خاص بات ہے، تبھی مجھے سب کچھ مل رہا ہے، یہ تکبر اسے ناشکری، احسان فراموشی اور غفلت میں مبتلا کر دیتا ہے اور جب اس سے نعمت واپس لے لی جائے، مال و دولت، اختیار و آسائش واپس لے لی جائے تو بڑا مایوس ہو جاتا ہے اور اس مایوسی میں بھی وہ ناشکری کے کلمات ادا کرنے لگ جاتا ہے۔ یہ آزمائش و ابتلا کا معاملہ 24 گھنٹے انسان کے ساتھ رہتا ہے۔ اسی تناظر میں آج ہم سورۃ الفجر کی آیات 15 اور 16 کا مطالعہ کریں گے جن میں انسان کی انہی کیفیات کو بیان کیا گیا ہے اور ان کی روشنی میں ہم یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ دراصل اس آزمائش و ابتلا کا مقصد کیا ہے۔ فرمایا:

﴿فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ⑮﴾ ''انسان کا معاملہ یہ ہے کہ جب اُس کا رب اُسے آزماتا ہے پھر اُسے عزت دیتا ہے اور نعمتیں عطا کرتا ہے' تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے عزت دی!''

وہ لوگ جو دولت، آسائش، اختیار کو معیار بناتے ہیں انہیں جب کچھ مل جاتا ہے تو وہ اکڑ میں آجاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے اور اعلیٰ ہیں تبھی تو رب نے 'عزت' بخشی ہے۔ انسانی سوچ کا یہ انداز سورۃ الکہف میں باغ والے کے قصے میں بھی بیان ہوا ہے اور قرآن مجید میں دیگر مقامات پر بھی اس طرح کے واقعات بیان ہوئے ہیں جب کسی کو کوئی نعمت مل گئی تو وہ تکبر اور غرور میں آ گیا اور سمجھا کہ اگر میں بُرا ہوتا تو مجھے اتنی نعمتیں کیوں ملتیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ زیر مطالعہ آیات میں واضح فرما رہا ہے کہ نعمتوں کا عطا کیا جانا بھی انسان کے لیے آزمائش ہے اور نعمتوں کا چھن جانا بھی آزمائش ہے۔ جیسے اگلی آیت میں بھی فرمایا:

مرتب: ابوابراھیم

﴿وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ⑯﴾ ''اور جب وہ اسے آزماتا ہے پھر اُس کا رزق اس پر تنگ کر دیتا ہے' تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا!''

آپ دیکھیے کہ ان دونوں آیات میں لفظ ابتلا آ رہا ہے۔ عربی زبان میں ابتلا کے معنی امتحان ہیں۔ انسان کو اس دنیا میں امتحان کے لیے بھیجا گیا ہے، اس کو کچھ عطا کیا جائے تو وہ بھی امتحان ہے اور اگر کچھ واپس لے لیا جائے تو وہ بھی امتحان ہے۔ خوشی، خوشحالی، تندرستی، مال و دولت بھی امتحان ہے اور تنگدسی، بیماری، غربت اور غم بھی امتحان ہے۔ یعنی انسان کا ہر حال میں، ہر لحظہ امتحان ہو رہا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۭ﴾ ''جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے اعمال کرنے والا ہے۔'' (الملک:2)

زندگی کے ہر لمحہ جو کچھ ہم پر بیت رہا ہے یہ امتحان ہے۔ کبھی اللہ تعالیٰ ایک اور انداز سے بھی فرماتا ہے:

﴿وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ۭ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ㉟﴾ (الانبیاء) ''اور ہم آزماتے رہتے ہیں تم لوگوں کو شر اور خیر کے ذریعے سے۔ اور تم سب لوگ ہماری ہی طرف لوٹا دیے جاؤ گے۔''

اگر انسان کو اس پر یقین ہو جائے کہ دنیا کی یہ چند روزہ زندگی ایک امتحان ہے تو اس کی زندگی ہر قسم کے غم اور پریشانی سے پاک ہو جائے گی۔ سورۃ النحل میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ﴾ (آیت:97) ''جس کسی نے بھی نیک عمل کیا' خواہ وہ مرد ہو یا عورت' بشرطیکہ ہو وہ مؤمن ہو تو ہم اُسے (دُنیا میں) ایک پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے۔''

اس زمین پر حیات طیبہ کیا ہے؟ بندہ اللہ کے فیصلے پر راضی رہے، دل میں اللہ پر کامل ایمان اور مکمل بھروسا ہو، دل میں اللہ کے لیے محبت کے جذبات ہوں۔ اس بات پر مکمل یقین ہو کہ سب کچھ اس کے اذن سے ہو رہا ہے۔ اچھی اور بری تقدیر اللہ کی طرف سے ہے۔ المختصر انسان کے ساتھ جو بھی حالات پیش آئیں وہ اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں۔ یہ یقین اور ایمان جس کے دل میں ہو تو اس کی زندگی کو اللہ تعالیٰ پاکیزہ بنا دیتا ہے۔ ایسا ایمان

بہت بڑی دولت ہے اور اتنی بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی پریشانی اور غم سے نجات دے دیتا ہے۔ حماس کے لیڈر اسماعیل ہانیہ کے بیانات ہم نے سنے، جب ان کو ان کے بیٹوں اور پوتوں کی شہادت کی خبر ملی، اسی طرح ان کی بیوہ بہو کا بیان بھی سنا۔ کہتی ہیں اللہ کی امانت تھی اللہ نے واپس لے لی، ہم اللہ کے فیصلے پر راضی ہیں۔ ایسا ایمان بہت بڑی نعمت ہے اور دنیا والوں کے لیے بہت عجیب یعنی دلفریب اور خوبصورت شے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسٹریلیا کی 50 عورتیں غزہ کے مسلمانوں کے صبر وتحمل کو دیکھتے ہوئے ایمان لے آئیں۔ انہوں نے ریسرچ کی کہ کون سی چیز غزہ کے مسلمانوں کو طاقت اور ہمت دے رہی ہے، یہاں تک کہ وہ دشمن قیدیوں کے ساتھ بھی بہترین سلوک کر رہے ہیں۔ انہیں پتا چلا کہ وہ طاقت اسلام اور قرآن ہے۔ قرآن خود بھی یہی کہتا ہے:

﴿وَاِذَا تُلِيَتۡ عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتُهٗ زَادَتۡهُمۡ اِيۡمَانًا﴾ (الانفال: 2) ''اور جب انہیں اُس کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔''

ایسا ایمان اور ایسا یقین قرآن کو سننے، پڑھنے اور اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے سے حاصل ہوگا۔ جو لوگ قرآن وسنت پر عمل پیرا ہوں گے ان کو دیکھ کر بھی ایمان تازہ ہوگا۔ ہمارے سامنے فلسطین کے مسلمانوں کی مثال موجود ہے جن کو دیکھ کر غیر مسلم بھی ایمان لا رہے ہیں۔ یہ ہے حیات طیبہ جو اللہ پر کامل ایمان اور بھروسے والی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کے صبر اور شکر کے بہت سارے واقعات میں بھی انسانوں کے لیے سبق رکھا ہے۔ سلیمان علیہ السلام کو اللہ نے ایسی بادشاہت عطا کی جو اور کسی کو عطا نہ ہوئی اور وہ اس پر کیا فرماتے ہیں:

﴿لِيَبۡلُوَنِيۡٓ ءَاَشۡكُرُ اَمۡ اَكۡفُرُ ؕ﴾ (النمل: 40) ''تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ کیا میں شکر ادا کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں۔''

یہ بادشاہت نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے میرے لیے امتحان ہے کہ میں اس کا شکر ادا کرتا ہوں یا نہیں۔ اسی طرح اللہ کے بندے مصیبت میں بھی اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور صبر کرتے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: جب مسلمان کا بچہ مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے بچے کی روح قبض کر لی۔ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہاں۔ اللہ کہتا ہے: تم نے اسکے دل کا پھل توڑ لیا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: ہاں، اللہ پوچھتا ہے: پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں: تیرا شکر کیا اور 'انا للہ وانا الیہ راجعون' پڑھا۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے کے لیے جنت میں گھر بناؤ اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ یعنی وہ گھر جو اللہ کی تعریف کرنے اور اللہ کا شکر ادا کرنے پر اللہ تعالیٰ بندے کو عطا فرمائے گا۔ اس وقت اس صبر ورضا کی عمدہ مثالیں ہم فلسطین میں دیکھ سکتے ہیں۔ ان کا اللہ پر یقین اور اعتماد اور ان کے ایمان کی کیفیت ہم دیکھ بھی رہے ہیں اور سن بھی رہے ہیں۔ یہ کیفیت مطلوبِ مومن ہے کہ بندہ زندگی کے اس امتحان میں ہر حال میں اللہ کی رضا پر راضی رہے اور کلمہ شکر ادا کرتا رہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے۔ اس کے ہر کام میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اگر اسے آسودہ حالی ملتی ہے اور اس پر وہ (اللہ کا) شکر کرتا ہے تو یہ شکر کرنا اس کے لیے باعث خیر ہے اور اگر اسے کوئی تنگی لاحق ہوتی ہے اور اس پر صبر کرتا ہے تو یہ صبر کرنا بھی اس کے لیے باعث خیر ہے۔''

سبق کیا ملتا ہے؟ جب کوئی کامیابی یا نعمت مل جائے تو بندہ مومن تکبر میں نہیں آتا، یہ نہیں کہتا کہ یہ میرے علم، تجربے اور مہارت کی وجہ سے ہے۔ جیسے آج ہم معاشرے میں اس قسم کی باتیں سنتے ہیں کہ دھوپ میں بال سفید نہیں کیے، جدی پشتی خاندانی کاروباری ہیں گھاٹے کا سودا نہیں کرتے، ایک ریڑھی سے بزنس شروع کیا تھا آج 100 فیکٹریاں ہیں وغیرہ۔ ایسے الفاظ تکبر کی علامت ہیں، سورہ کہف میں باغ والے کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اس نے بھی یہی کہا تھا: یہ عمدہ باغ میرا ہے، اس کا نہری نظام، باڑیں، درختوں کی دیکھ بھال سب میری صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اللہ نے اس کے باغ کو پل بھر میں چٹیل میدان میں تبدیل کر دیا۔ قارون کا واقعہ بھی قرآن میں بیان ہوا ہے۔ اس نے بھی یہ کہا تھا:

﴿اِنَّمَاۤ اُوۡتِيۡتُهٗ عَلٰى عِلۡمٍ عِنۡدِيۡ ؕ﴾ (القصص: 78) ''اُس نے کہا کہ مجھے تو یہ سب کچھ ملا ہے اُس علم کی بنیاد پر جو میرے پاس ہے۔''

دماغ کا یہ خناس بڑے بڑے لوگوں کو لے ڈوبا جس طرح قارون اپنے خزانے پر تکبر کی وجہ سے ہلاک ہو گیا۔ کچھ بھی اس کے ہاتھ نہیں آیا۔ اس کے برعکس مومن کا معاملہ بڑا خوبصورت ہے کہ اس کو بڑی سے بڑی نعمت مل جائے تو پھر بھی شکر کرتا ہے اور اور بڑے سے بڑا نقصان ہو جائے تو پھر بھی صبر کرتا ہے اور دونوں صورتوں میں اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ اس کائنات میں سب سے بڑھ کر امام کائنات نبی مکرم ﷺ کو عطا کیا گیا اور جب مکہ فتح ہو رہا تھا اور آپ ﷺ مکہ میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ کی کیا کیفیت تھی؟ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے کیفیت اتنی عاجزانہ تھی کہ آپ ﷺ کی پیشانی اونٹ کے کجاوے پر لگی ہوئی تھی کہ اے اللہ! میں تیرے عاجز اور شکر گزار بندے کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہو رہا ہوں کسی فاتح کی حیثیت سے نہیں۔ اس کائنات میں اللہ کی محبوب ترین ہستی جن کو اللہ نے سب سے بڑھ کر نوازا، آپ ﷺ کی کیفیت یہ تھی تو باقی کسی کی کیا اوقات ہے کہ اپنے آپ کو کچھ سمجھے اور اکڑ میں آنے کی کوشش کرے؟ مومن کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ جب اس کو کوئی نعمت ملتی ہے تو وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے۔ اس پر اللہ اسے مزید عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا:

﴿لَئِنۡ شَكَرۡتُمۡ لَاَزِيۡدَنَّكُمۡ﴾ ''اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔'' (ابراہیم: 7)

اسی طرح مومن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے، جب اس کا کوئی نقصان ہو جاتا ہے تو اسے بھی وہ اللہ کی طرف سے امتحان سمجھتا ہے، اس پر صبر کرتا ہے اور اللہ کے فیصلے پر راضی رہتا ہے۔ اس میں بھی اس کے لیے خیر ہی خیر ہے۔ بخاری شریف میں اس حدیث کا آخری جملہ بڑا ہی قیمتی ہے کہ یہ کیفیت مومن کے سوا کسی کو نہیں مل سکتی۔

آج ہم اپنا جائزہ لے لیں۔ کتنے لوگ ہیں جن کے اڑھائی تین لاکھ کچن میں خرچ ہو رہے ہیں، دو اڑھائی لاکھ بچوں کی فیس پر خرچ ہو رہے ہیں، گاڑی برینڈڈ چاہیے اور ہر دوسرے سال چینج کرنی ہے، سمارٹ فون برینڈڈ چاہیے اور ہر چھ مہینے بعد چینج کرنا ہے، شادی پر دو تین کروڑ خرچ ہو جائیں تو کوئی ایشو نہیں ہے لیکن پھر بھی کہتے ہیں کہ گزارا نہیں ہو رہا۔ اگر اس کو ناشکری نہ کہا جائے تو پھر کیا کہا جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس وقت معاشی حالات مجموعی طور پر سخت خراب ہیں۔ مگر ذرا اپنے سے نیچے والوں کو بھی تو دیکھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کے معاملات میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھ لیا کرو۔ اگر ایسا کریں گے تو ہم بھی شاید اللہ کا شکر ادا کر سکیں گے کہ کتنے کروڑوں لوگوں سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں زیادہ دیا ہے۔ کتنے لوگ جو بجلی کا بل نہیں دے سکتے اور اس وجہ سے خودکشیاں کر رہے ہیں، کتنے لوگ جو گھر کا کرایہ نہیں دے سکتے اور کتنے لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کے لیے چھت نہیں ہے، وہ فٹ پاتھوں پر سو رہے ہیں، کبھی غور کیا ہم نے؟ اللہ تعالیٰ ناشکری سے بچائے۔

اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ ہم ہر بات پر صبر کریں۔ اگر بیٹے کا رزلٹ سکول سے اچھا نہیں آیا تو باپ کبھی صبر نہیں کرے گا بلکہ اس کا اہتمام کرے گا کہ آئندہ اس کی تیاری اچھی ہو۔ ایک قاتل نے کسی کو قتل کر دیا۔ مقتول کے ورثا صبر کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ مجرم کو سزا دی جائے گی۔ آج ہمارے ملک میں نظام باطل ہے، کرپشن، اقربا پروری، رشوت، سود، بے حیائی، ظلم اور ناانصافی عروج پر ہے، تو کیا ہم صبر کر لیں؟ ہرگز نہیں بلکہ اللہ حکم دیتا ہے کہ اس باطل نظام کو ہٹا کر اللہ کے دین کو قائم اور نافذ کرو۔ اس کی جدوجہد میں بھی ہمارے لیے امتحان ہے، آزمائشیں ہیں اور صبر کے مراحل ہیں۔ یہ الگ موضوع ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ ہر لحہ امتحان لے کر یہ دیکھ رہا ہے کہ ہم میں سے عمل کے اعتبار سے بہترین کون ہے اور اس امتحان میں مومنانہ شان یہ ہے کہ بندہ نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرے اور مصیبت پر صبر کرے۔

مال و دولت کی کثرت کامیابی یا اللہ کی رضا کی علامت ہرگز نہیں ہے۔ نمرود اور فرعون کو اقتدار ملا، قارون کو خزانہ ملا، ابوجہل کو سرداری ملی۔ یہ بھی امتحان تھا۔ وہ اکڑ گئے اور ناکام ہوئے جبکہ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کو بھی بادشاہت عطا کی۔ انہوں نے کہا یہ اللہ کی طرف سے میرا امتحان ہے۔ وہ کامیاب ہو گئے۔ اسی طرح ہر پیغمبر کو صبر کے مراحل سے گزار کر بھی انسانوں کے لیے ایک سبق فراہم کیا گیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام 18 برس تک بیمار رہے لیکن اللہ کی ناشکری کا ایک کلمہ بھی زبان پر نہیں آیا بلکہ صبر کرتے رہے۔ اسی طرح اللہ نے اپنے آخری رسول ﷺ کو پوری انسانیت کے لیے کامل نمونہ بنایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب: 21) ”(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے۔“

اللہ کے رسول ﷺ کی زندگی میں ہر طبقہ کے انسان کے لیے نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کو اقتدار بھی ملا، اختیار بھی ملا، ہر نعمت اللہ نے عطا فرمائی لیکن آپ ﷺ نے ہر چیز کو اللہ کی تعلیم کے مطابق انسانوں کی دنیوی اور اُخروی فلاح کے لیے استعمال کیا اور اپنا طرزِ زندگی، رہن سہن ایسا رکھا کہ عام آدمی سے بھی زیادہ سادہ اور فقر کی کیفیت تھی۔ فتح خیبر کے بعد عام مسلمان کے گھرانوں میں بھی خوشحالی آ گئی تھی مگر آپ ﷺ نے پھر بھی فقر اختیار کیے رکھا۔ اس پر ازواج مطہرات کی جانب سے ایک تقاضا بھی آیا اور سورہ احزاب کی آیت 21 نازل ہوئی۔ ازواج مطہرات نے بھی اللہ کی رضا کو ترجیح دی اور فقر ہی اختیار کیا۔

جہاں تک مصائب کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تین صاحبزادے عطا کیے تھے، تینوں واپس لے لیے لیکن آپ ﷺ اللہ کی رضا پر راضی رہے۔ طائف کی گلیوں میں جس طرح آپ ﷺ کو ستایا گیا، اُحد کے میدان میں جو کچھ ہوا اس میں اُمت کے لیے بہت بڑا سبق ہے کہ اللہ کے دین کے راستے میں کس طرح صبر و استقامت کا مظاہرہ مطلوب ہے۔ اس بات کو سمجھیں گے تو ہماری زندگیوں میں بھی ایک باوقار رویہ نظر آئے گا۔ ان شاء اللہ!

اصل نکتہ یہ ہے کہ زندگی امتحان ہے، مصیبت میں بھی امتحان ہے مگر دنیا کا مال و اسباب جس قدر زیادہ مل جائے تو وہ اتنا ہی بڑا اور سخت امتحان ہے۔ اس لیے کہ اس میں سرکش اور غافل ہو جانے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ پر وقت کے حاکم نے اس قدر مظالم کے پہاڑ توڑ ڈالے، اتنے کوڑے برسائے گئے کہ راوی کہتے ہیں اگر ہاتھی جیسے قوی جانور پر اتنا ظلم ہوتا تو شاید وہ بھی ہلاک ہو جاتا مگر آپؒ استقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے اور حکمرانوں کے باطل مطالبے کے سامنے سر نہیں جھکایا۔ لیکن جب نیا حکمران آیا اور اس کے دل میں امامؒ کے لیے عزت تھی، اس نے اشرفیوں کی ایک تھیلی امامؒ کے لیے بھیجی تو آپؒ زار و قطار رونے لگے اور وہ اشرفیاں واپس کر دیں۔ اللہ کی بارگاہ میں التجا کی۔ یارب! وہ امتحان میرے لیے آسان تھا جس میں تو مجھ سے کچھ لے رہا تھا (زیادہ سے زیادہ جان ہی اللہ کی راہ میں جاتی تو وہ بھی بڑی کامیابی تھی) مگر یہ امتحان مجھ پر انتہائی زیادہ سخت ہے جس میں تو مجھے کچھ دے رہا ہے۔

معلوم ہوا کہ کسی چیز کا مل جانا بھی بڑا امتحان ہے۔ بہر حال اللہ کی مشیت ہے، کچھ کو اللہ زیادہ دے رہا ہے، کچھ کو کم دے رہا ہے، دنیا کا نظام اللہ نے چلانا ہے، اس کی حکمت ہے لیکن بندے کے لیے امتحان یہ ہے کہ وہ نعمت کے مل جانے پر شکر بجا لاتا رہے، اللہ کا احسان مند رہے اور اس کی نعمتوں کی ناقدری نہ کرے۔ جو نعمتیں اللہ نے عطا کی ہیں ان کو اللہ کے دین کی راہ میں استعمال میں لائے، انہیں نافرمانی اور سرکشی کے راستوں پر صرف نہ کرے اور جب مصیبت کا معاملہ آئے تو صبر و استقامت کا دامن نہ چھوڑے۔ اللہ فرماتا ہے:

﴿وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰۗىِٕكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۣ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝﴾ (البقرۃ)

”اور (اے نبی ﷺ!) بشارت دیجیے ان صبر کرنے والوں کو۔ وہ لوگ کہ جن کو جب بھی کوئی مصیبت آئے تو وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم اللہ ہی کے ہیں اور اُسی کی طرف ہمیں لوٹ جانا ہے۔ یہی ہیں وہ لوگ کہ جن پر اُن کے ربّ کی عنایتیں ہیں اور رحمت۔ اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں شامل فرمائے۔ یہ اصل تعلیم ہے جو ہمیں قرآن سے حاصل کرنی چاہیے۔ آج بدقسمتی سے باقی تو سب کچھ پڑھایا جا رہا ہے، موٹیویشنل سپیکرز بھی بہت ہیں، کچھ اسلامک ٹیگ لگا کر ماڈرن سائیکالوجی بھی ہمیں پڑھا رہے ہیں۔ یہ موٹیویشنل سپیکرز اور سائیکالوجسٹ لاکھوں روپے ایک لیکچر کے لیتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود معاشرہ سدھار کی بجائے تباہی کی طرف ہی جا رہا ہے۔ اصل سائیکالوجی اور اصل سبق ہمیں قرآن سے ملے گا، اللہ کے رسول ﷺ کے اسوہ سے ملے گا، آپ ﷺ کی تعلیمات سے ملے گا۔ یہاں سے ہم سبق لیں گے تو ہماری زندگیوں میں بھی نکھار آئے گا اور ہمارا معاشرہ بھی سدھرے گا۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❀❀❀

وزیر اعظم پاکستان کے نام کھلا خط

محترم و مکرم جناب شہباز شریف
وزیر اعظم
اسلامی جمہوریہ پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ میرا یہ عریضہ آپ کو ایمان اور صحت کی بہترین کیفیت میں ملے۔ آمین!

میں آپ کو دوسری مرتبہ پاکستان کا وزیر اعظم منتخب ہونے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں یہ کہ جمہوریت کی تاریخ میں شریف فیملی کو منفرد اعزاز حاصل ہے کہ اُن کا گھرانہ پانچویں مرتبہ وزارتِ عظمیٰ کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا ہے۔ یقیناً یہ آپ کے لیے قابلِ فخر ہے۔ کسی بھی دنیوی نظام میں اعلیٰ اور ارفع مناصب انتہائی اہم اور نازک ذمہ داریوں کے متقاضی ہوتے ہیں۔ محترم وزیر اعظم صاحب اتفاق سے اس وقت جبکہ آپ نے پاکستان میں عنانِ حکومت سنبھالی ہے اسرائیل برہنہ جارحیت کا ارتکاب کرتے ہوئے فلسطینیوں خاص طور پر اہلِ غزہ پر مظالم کے پہاڑ توڑ رہا ہے۔ محترم وزیر اعظم صاحب درحقیقت یہ قیامت ہے جو امتِ مسلمہ پر ڈھادی گئی ہے یوں لگتا ہے کہ جیسے ایک صدی پہلے جب مولانا حالی نے کہا

اے خاصہ خاصان رسلؐ وقت دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

تو وہ صہیونیوں کے ظلم و ستم اور امتِ مسلمہ کے ضعف اور بے بسی کو کھلی آنکھ سے دیکھ رہے تھے۔

محترم وزیر اعظم صاحب آپ اُس اسلامی جمہوریہ پاکستان کے چیف ایگزیکٹو ہیں جس کے بارے میں پیرس میں ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے اسرائیل کے سابق وزیر اعظم بن گوریان نے واشگاف الفاظ میں کہا تھا کہ ہمارا سب سے بڑا حریف اور دشمن پاکستان ہے اور اصل مقابلہ پاکستان سے ہی ہوگا۔ پھر یہ کہ حال ہی میں اسرائیلی وزیر اعظم نیتن یاہو نے پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو اسرائیل کے لیے حقیقی خطرہ قرار دیا ہے اور کون نہیں جانتا کہ ماضی میں اسرائیل بھارت سے مل کر پاکستان کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ آور ہونے کی سازش کرتا رہا ہے۔

محترم وزیر اعظم صاحب، بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اسرائیل کو جو Illegitimate Child of the West قرار دیا تھا وہ اسرائیل کے فلسطینیوں کے علاقے پر غاصبانہ قبضہ کے حوالے سے ہی کہا تھا لیکن اُس کے پس منظر میں یہودیوں کی اسلام دشمنی اور صہیونی ذہنیت کا سراغ بھی آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ یہی صہیونی ذہنیت 7 اکتوبر 2023ء سے درندگی، بہیمیت اور انسان دشمنی کی صورت میں آشکار ہو رہی ہے۔ وہ دن رات غزہ کی شہری آبادی اور معصوم لوگوں پر وحشیانہ انداز میں بمباری کر رہا ہے۔ روزانہ سینکڑوں فلسطینی شہید ہو رہے ہیں۔ زخمیوں کے لیے ہسپتالوں میں جگہ نہیں رہی۔ اس ساری صورتِ حال سے آپ مجھ سے کہیں زیادہ واقف ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے پوری امتِ مسلمہ کو جسدِ واحد قرار دیا تھا جس کے ایک حصہ کی تکلیف سے دوسرا حصہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ مفکرِ پاکستان علامہ اقبالؒ نے بھی وحدتِ امت کے حوالے سے ہمیں بہت کچھ بتایا اور سمجھایا ہے۔ پاکستان نے یقیناً بنیادی ضروریات زندگی کے حوالے سے غزہ کے مسلمانوں کے لیے امداد بھجوائی ہے لیکن ایک تو یہ ناکافی ہے دوسرا یہ کہ لاتوں کے بھوت باتوں سے نہیں مانتے کی ضرب المثل اسرائیل پر پوری اترتی ہے۔ امریکہ اور یورپ اسرائیل کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ لیکن اسرائیل کے فلسطینیوں پر بے تحاشا ظلم کو امریکہ اور یورپ کی عوام نے بُری طرح مسترد کر دیا ہے اور وہاں لاکھوں لوگ اسرائیل کے خلاف سڑکوں پر ہیں۔ گویا اس حوالے سے امریکہ اور یورپ کی ریاستوں اور عوام میں نقطۂ نظر کا بڑا فرق واقع ہوگیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ فرق ریاستی سطح پر بھی اثر انداز ہوگا۔

محترم وزیر اعظم صاحب! میں اچھی طرح سمجھتا ہوں کہ آج کے حالات کے تناظر میں اسرائیل سے محاذ آرائی کوئی آسان کام نہیں لیکن جنرل سید عاصم منیر جنہیں حُسنِ اتفاق سے آپ نے ہی اپنی پہلی حکومت میں پاکستان کی بہادر افواج کا سربراہ مقرر کیا تھا وہ ڈیڑھ سال سے مسلسل اپنی فوج کے ہر جوان اور افسر کو قرآن مجید کی یہ آیت ﴿ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴾ (سورۃ البقرۃ) ''بسا اوقات تھوڑی سی جماعت نے اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر فتح حاصل کی ہے اور اللہ استقلال رکھنے والوں کے ساتھ ہے'' پڑھا اور سمجھا رہے ہیں۔ امتِ مسلمہ بحیثیت مجموعی اس وقت کمزوری اور ضعف کا شکار ہے اور بعض وجوہات کی بنا پر مایوسی بھی طاری ہے لیکن کوئی چیز ناممکن نہیں ہوتی۔ یقیناً آپ یہ بات مجھ سے بہتر جانتے ہیں کہ فلسطین کے لیے فوجی امداد دینا اور نجی اور ریاستی، ہر دو سطح پر فلسطین کے لیے عسکری اور فوجی مدد فراہم کرنا او آئی سی کے مینڈیٹ میں باقاعدہ شامل ہے۔ پھر میں ہرگز یہ نہیں کہتا کہ فوری طور پر جنگ کا راستہ اختیار کر لیا جائے۔ یقیناً ہمیں پہلے تجارتی، سفارتی اور مزاحمت کے غیر جنگی ذرائع اختیار کرنا ہوں گے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ امتِ مسلمہ اگر خاموش تماشائی بنی رہی تو فلسطینیوں کی نسل کُشی کا جو سلسلہ شروع کیا جا چکا ہے وہ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا اور بعد ازاں پورا عرب اور پھر دیگر مسلمان ممالک اُس کی درندگی کا نشانہ بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر یہ کہ اسرائیل سمجھتا ہے کہ گریٹر اسرائیل کے راستے میں اسلامی ایٹمی پاکستان سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔

محترم وزیر اعظم صاحب فلسطینیوں کی عملی مدد کر کے آپ نہ صرف پاکستان بلکہ امتِ مسلمہ کے لیڈر کی حیثیت سے تاریخ میں یہ رقم کروا دیں کہ کس طرح مسلمانوں کے ازلی دشمن اسرائیل کو منہ توڑ جواب دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین!

والسلام مع الاکرام

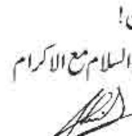

(شجاع الدین شیخ)
امیر تنظیم اسلامی

حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پورا عالم اسلام اور اس کے حکمران مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہیں: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

ایرانی صدر کے دورہ پاکستان کے موقع پر جو مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا اس میں مسئلہ کشمیر پر جاندار موقف کا شامل نہ ہونا المیہ ہے: رضاء الحق

ایرانی صدر کے دورہ کے بعد ایران نے دنیا کو پیغام دیا ہے کہ ہم اکیلے نہیں ہیں اور ہمارے پڑوسی ہمارے ساتھ ہیں اور پاکستان کی طرف سے بھی یہ پیغام گیا ہے کہ ہمارے پاس امریکہ کے علاوہ دوسرے آپشنز بھی موجود ہیں: ڈاکٹر انوار علی

میزبان: وسیم احمد

ایرانی صدر کا دورۂ پاکستان کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: موجودہ حالات میں جب اسرائیل ایران پر باقاعدہ حملہ آور ہے، ایرانی صدر کا دورہ پاکستان کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

فرید احمد پراچہ: حقیقت یہ ہے کہ اس وقت پورا عالم اسلام اور اس کے حکمران مجرموں کے کٹہرے میں کھڑے ہیں۔ 200 سے زائد دن ہو گئے ہیں غزہ پر اسرائیلی بمباری مسلسل جاری ہے، 35ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں، ان میں 17 ہزار کے قریب صرف بچے ہیں، کوئی ہسپتال باقی نہیں رہا، حتیٰ کہ اہل غزہ کو نکال نکال کر جہاں (رفح) بھیجا گیا وہاں بھی اب اسرائیلی بمباری شروع ہے۔ ان حالات میں یکم اپریل کو اسرائیل نے شام میں ایرانی سفارتخانے پر حملہ کیا جس میں ایران کے دو جرنیل، کچھ بریگیڈئر اور القدس فورس کے کچھ لوگ جاں بحق ہوگئے۔ اس کے جواب میں 13 اپریل کو ایران نے بھی اسرائیل پر میزائل اور ڈرونز داغے۔ پھر 19 اپریل کو ایک اطلاع تھی کہ اسرائیل نے اصفہان پر کوئی میزائل پھینکا ہے۔ البتہ اس سارے معاملے میں متضاد باتیں سامنے آرہی ہیں۔ اس کے بعد ایرانی صدر کا کسی ملک کا پہلا دورہ تھا۔ پاکستان کی ایک سٹریٹجک پوزیشن ہے، اس کی سرحدیں ایران سے ملتی ہیں اور پھر یہ ایک ایٹمی طاقت ہے۔ اگرچہ موجودہ پاکستانی حکومت کا غزہ کے حوالے سے کوئی واضح موقف سامنے نہیں آیا لیکن بہرحال ماضی میں پاکستان کا فلسطین کے حوالے سے ایک کلیئر موقف رہا ہے۔ اب بھی الخدمت فاؤنڈیشن حکومت کے تعاون سے اہل فلسطین کے لیے امداد بھیج رہی ہے۔ ان حالات میں ایرانی صدر کا دورہ پاکستان بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کے دو پہلو ہو سکتے ہیں۔ 1۔ ایران یہ تاثر دینا چاہتا ہے کہ اس کو کوئی خوف نہیں ہے اور حالات بالکل نارمل ہیں۔ 2۔ اس تاثر کو زائل کرنا کہ وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی ساتھ نہیں دے گا۔ شاید یہ پیغام دینا مقصود ہو کہ ایران اور پاکستان ساتھ کھڑے ہیں۔ اس کے علاوہ شاید مل کر آگے بڑھنے کا بھی کوئی امکان ہو اور مل کر جواب دینے پر بھی غور ہو۔ اس دورے سے ایران کو یقینی فائدہ ہے لیکن پاکستان کو بھی فائدہ ہوگا کہ جو عام تاثر تھا کہ پاکستان امریکی دباؤ میں آکر ایران سے دور ہو رہا ہے تو یہ ختم ہو جائے گا۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: پاکستان اور ایران نے اگلے پانچ سال میں دوطرفہ تجارتی حجم 10 ارب ڈالر تک بڑھانے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ کتنی بڑی ڈیویلپمنٹ ہے؟

ڈاکٹر انوار علی: یقیناً یہ ایک قابل حصول ٹارگٹ ہے لیکن یہ اتنا آسان ٹارگٹ نہیں ہے۔ اگر اس خطے کی صورتحال اور تاریخی پس منظر کو دیکھا جائے، خاص طور پر پچھلے کچھ عرصہ سے پاک ایران تعلقات کی صورتحال کو دیکھا جائے تو یہ کہنا قبل از وقت ہوگا کہ یہ کتنی بڑی ڈویلپمنٹ ہے۔ یقیناً کاغذی حد تک تو یہ بڑی پیش رفت ہے لیکن عملی طور پر خصوصاً پاکستان سائیڈ سے بہت زیادہ محنت کی ضرورت ہے۔ پاک ایران موجودہ تجارت کا حجم 2 ارب ڈالر تک ہے۔ اس میں سے 1.5 ارب ڈالرز کا شیئر ایران کے پاس ہے کیونکہ وہ پاکستان کو تیل ایکسپورٹ کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ غیر قانونی طور پر بھی ایرانی تیل اور مصنوعات کی سمگلنگ پاکستان میں ہو رہی ہے جو اس قانونی تجارت سے شاید بڑھ کر ہو۔ اس سمگلنگ کو روکے بغیر اگر یہ چاہیں کہ تجارتی حجم کو 2 ارب سے بڑھا کر 10 ارب تک لے جائیں گے تو یہ آسان نہیں ہے۔ دوسری طرف پاکستان کی اتنی ایکسپورٹ بھی نہیں ہے۔ ہم ایران کو کیا دے سکتے ہیں؟ بے شک خطے کے استحکام کے لیے یہ بڑی ڈویلپمنٹ ہے اور پاکستان کی طرف سے بڑا واضح پیغام بھی گیا ہے لیکن اس ہدف کے حصول کے لیے ہمیں بڑی محنت کرنی پڑے گی۔ پاکستان حکومت کو اس کے لیے باقاعدہ ماہرین کی خدمات حاصل کرنا پڑیں گی جو واقعتاً اچھی منصوبہ بندی کر سکیں۔ تب جا کر پاکستان کو فائدہ ہوگا ورنہ اگر پہلے کی طرح صرف دعوؤں تک ہی محدود رہے تو پھر مزید مشکل میں پھنس جائیں گے۔ لہٰذا پاکستان کو پورے خلوص کے ساتھ آگے بڑھنا چاہیے، اس سے پاکستان کو آزاد معاشی پالیسی بنانے میں بھی مدد ملے گی۔

سوال: ایرانی صدر نے عوامی اجتماع سے خطاب کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا، اسی طرح صحافیوں سے ملاقات کا بھی ایک پروگرام پہلے سے طے تھا، یہ دونوں ایونٹ بڑی اہمیت کے حامل تھے لیکن نہ ہو سکے۔ آپ کے خیال میں اس کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟

رضاء الحق: دنیا کے موجودہ منظرنامہ کے مطابق جب کسی ملک کا سربراہ دوسرے ملک کا دورہ کرتا ہے تو ایسا بہت کم ہی ہوتا ہے کہ اس کو وہاں عوامی جلسے سے خطاب کا موقع دیا جائے۔ ترکی کے صدر کو مشرقی یورپ میں اس کی اجازت ہے مگر اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں پر ترک مہاجرین کی بڑی تعداد موجود ہے جو ترکی کے انتخابات میں بھی حصہ لیتی ہے۔ اور ووٹ ڈالتی ہے۔ اس کے علاوہ دنیا میں کوئی اور ایسی مثال ہمارے سامنے نہیں ہے۔ لہٰذا ایک تو ایرانی صدر کی جانب سے عوامی جلسہ سے خطاب کی خواہش ہی غیر روایتی تھی اور حیران کن بھی تھی۔ اس کے علاوہ فرقہ واریت کا عنصر بھی اس میں مانع ہو سکتا ہے کیونکہ ایرانی صدر کا تعلق ایک خاص فرقے سے ہے۔ پھر یہ کہ

امریکہ نے بھی پاکستان پر گہری نظر رکھی ہوئی ہے۔ میتھیو ملر (ترجمان امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ) نے ببانگ دہل پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اگر پاکستان ایران کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے تو اس کی بھاری قیمت اس کو چکانا پڑے گی۔ اسی طرح امریکی سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے ڈپٹی ترجمان ودانت پٹیل نے بھی کہا ہے کہ جو بھی ملک ایران سے تعلقات بڑھائے گا تو اس کو پابندیوں کا سامنا کرنا پڑسکتا ہے۔ ان حالات میں ہوسکتا ہے ایران دیکھنا چاہ رہا ہو کہ پاکستان کتنی لچک دکھاتا ہے۔ جہاں تک صحافیوں سے ملاقات کی منسوخی کا تعلق ہے تو حکومت پاکستان کا کہنا ہے کہ ایسا سکیورٹی وجوہات کی بنا پر کیا گیا لیکن میرا خیال ہے کہ وجوہات اس کے علاوہ بھی ہیں۔ ایک تو فرقہ وارانہ عنصر اس میں بھی رکاوٹ بنتا ہے کیونکہ پاکستان میں بہت ساری قومیں اور مسلکوں کے لوگ رہتے ہیں۔ پھر یہ کہ ایرانی صدر کی جلسہ عام سے خطاب کرنے کی خواہش نے بھی شاید پاکستان کے حکام کے کان کھڑے کر دیے کہ پریس کانفرنس میں تو کسی کو کچھ کہنے سے روکا نہیں جاسکتا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ پاکستان اور ایران کی ٹاپ لیول کی قیادت نے مل کر فیصلہ کیا ہوگا کہ انٹرنیشنل میڈیا کے سامنے بات نہ کی جائے۔ جیسے گزشتہ سال یوکرائن کے وزیر خارجہ آئے تھے تو انہیں بھی انٹرنیشنل میڈیا کے سامنے نہیں پیش نہیں ہونے دیا گیا۔ وجہ یہی ہوسکتی ہے کہ کوئی ایسا سوال نہ پوچھ لیا جائے جس سے کشیدگی بڑھنے کا امکان ہو۔ مثلاً اگر کوئی ایرانی صدر سے پوچھ لیتا کہ انڈیا چاہ بہار میں ملوث ہے اور وہ پاکستان کے خلاف ہے، آپ اس کو کیوں اجازت دیتے ہیں تو ایک متنازعہ پوزیشن بن سکتی تھی۔ اسی طرح پاکستان سے بھی ایسے سوالات کیے جاسکتے تھے۔ جن کا جواب دینا مشکل ہوتا لہٰذا پاکستان نے محتاط رویہ اپنایا جو کہ میرے نزدیک ٹھیک تھا۔

فرید احمد پراچہ: پاکستان میں کرنل قذافی کو خطاب کا موقع دیا گیا تھا، قذافی اسٹیڈیم اسی کی یادگار ہے لیکن جہاں فرقہ واریت کا مسئلہ ہو تو وہاں اجازت نہ دینا درست اقدام ہے کیونکہ اس وقت امت کو متحد ہونے کی ضرورت ہے، اُمت کو مشترکہ پیغام دینے کی ضرورت ہے۔

سوال: امریکہ نے کہا ہے کہ ایران سے تجارت کے خواہشمند پابندیوں کے حوالے سے خبردار رہیں۔ کیا امریکی محکمہ خارجہ کے اس بیان کو پاکستان کے لیے دھمکی تصور کیا جائے؟

ڈاکٹر انوار علی: امریکہ تو کبھی بھی نہیں چاہے گا کہ پاک ایران تعلقات مثالی ہوں۔ تاہم جو کچھ ہوا وہ نہایت اہم ہے۔ پہلی بات یہ کہ یہ دورہ پہلے سے طے شدہ تھا، مارچ میں اس کی پلاننگ ہوئی تھی اور اس کے بعد اسرائیل کے ساتھ ایران کی کشیدگی بڑھی ہے۔ اس کے بعد تہران سے میسج آیا کہ اگر پاکستانی حکومت کو کچھ تحفظات ہیں تو دورہ موخر کیا جاسکتا ہے لیکن پاکستان سے واضح پیغام گیا کہ جیسا طے ہے ہم اسی کے مطابق کریں گے۔ پھر جس طرح کا حکومتی سطح پر استقبال کیا گیا اس سے بھی پوری دنیا کو، بالخصوص امریکہ کو جاندار پیغام گیا کہ ہم بھی آپشن رکھتے ہیں۔ اس سے امریکہ کو بھی یہ بات سمجھ آئے گی کہ اگر ہم نے پاکستان کو چھوڑ دیا تو اس کے پاس متبادل آپشنز بھی ہیں۔ لہٰذا امریکہ کی دھمکی خالی خولی دھمکی ہے۔ میرا نہیں خیال کہ اس کے حوالے سے بہت زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت ہے۔ امریکہ کبھی بھی نہیں چاہے گا کہ وہ پاکستان سے اپنے تعلقات اس درجہ بگاڑے کہ وہ کہیں اور دیکھنے پر مجبور ہو جائے۔ ممکن ہے امریکہ پاکستان کی طرف مزید جھکاؤ کرے اور پاکستان کو تجارتی اور معاشی فائدہ ہو جائے۔ ہوسکتا ہے بہت سے لوگوں کو یہ دورہ پسند نہ آیا ہو اور اس دورے کے کیا نتائج برآمد ہوں گے یہ کہنا بھی قبل از وقت ہوگا لیکن بہرحال جو سامنے نظر آرہا ہے وہ بہت خوش آئند ہے۔ پاکستان کو چاہیے کہ وہ کھل کر سٹینڈ لے اور اس دورے کے مثبت نتائج حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

> **میتھیو ملر (امریکی سٹیٹ ترجمان) نے ببانگ دہل پاکستان کو دھمکی دی ہے کہ اگر پاکستان ایران کے ساتھ معاہدہ کرتا ہے تو اس کو بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔**

سوال: ایرانی صدر کے دورہ کے موقع پر پاکستان اور ایران کے درمیان بہت سے ایم او یو سائن ہوئے ہیں۔ لیکن پاک ایران گیس پائپ لائن کے حوالے سے خاموشی اختیار کی گئی ہے، اس کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟

فرید احمد پراچہ: اس موقع پر تقریباً 8 ایم او یو سائن ہوئے۔ کچھ انرجی کے سیکٹر میں ہیں، کچھ آئی ٹی کے شعبے سے متعلق ہیں، اس کے علاوہ باہمی تجارت کو پانچ سال میں 10 ارب ڈالر تک بڑھانے کا کہا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ ایم او یو تو ایک ابتدائی چیز ہوتی ہے۔ لیکن اس پر عمل درآمد کرنا دونوں ملکوں کی ذمہ داری ہے۔ گیس پائپ لائن کے معاہدے کی پاسداری بھی دونوں ملکوں پر ضروری ہے۔ یہ معاہدہ 2013ء میں ہوا تھا۔ ایران نے اپنی طرف سے 900 کلومیٹر پائپ لائن بچھا دی ہے جبکہ پاکستان امریکی دباؤ میں اسے مکمل نہیں کرسکا۔ ہم آپ کے پروگرام کے توسط سے حکومت پاکستان سے یہ کہیں گے کہ آپ بزدلانہ فیصلوں پر چل رہے ہیں۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم ایک غیرت مند اور آبرومندانہ طرزعمل رکھنے والی قوم ہیں تو پھر ہمیں اپنے ملکی مفاد میں جرأت مندانہ فیصلے کرنے ہوں گے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ ہم مہنگی گیس اور بجلی خرید رہے ہیں جس سے نہ ہماری انڈسٹری چل سکتی ہے اور نہ ہی ہمارے گھر چل سکتے ہیں اور اس وجہ سے یہاں مہنگائی کا بھی ایک عذاب ہے۔ جبکہ ایران سے ہم گیس اور تیل انتہائی سستے داموں لے سکتے ہیں، بارٹر (barter) سسٹم کے تحت بھی لے سکتے ہیں اور لوکل کرنسی میں بھی لے سکتے ہیں۔ اب پاکستان کو بہرحال اپنی پالیسی واضح کرنی چاہیے، چاہے پارلیمنٹ کے ذریعے کرے۔ بزدلانہ پالیسی نہ بنائیں، امریکہ سے نہ ڈریں ورنہ اگر ایران انٹرنیشنل کورٹ میں چلا گیا تو پاکستان کو 18 ارب ڈالر کا ہرجانہ دینا پڑسکتا ہے۔ اس لیے اس پر ہوسکتا ہے اعلانیہ بات نہ ہوئی ہو لیکن بہرحال پاکستان کو فیصلہ کرنا ہے۔ ہمارے لیے موقع ہے کہ ہم آئی ایم ایف سے نجات حاصل کریں لیکن جب آپ یہ فیصلہ کرلیں کہ ہم نے بھیک کے اوپر اور کشکول گدائی پر گزارہ کرنا ہے تو پھر آپ کوئی بھی قدم نہیں اُٹھاسکتے۔

سوال: ایرانی صدر کے دورہ پاکستان کے موقع پر ان سے فلسطینیوں پر اسرائیلی مظالم کے حوالے سے تفصیلی بات چیت ہوئی لیکن مسئلہ کشمیر پر اگرچہ سرسری بات ہوئی لیکن وہاں پر بھارتی درندگی جس قدر بڑھ رہی ہے اس پر کوئی سیر حاصل گفتگو نہیں ہوئی اس کی کیا وجہ ہے؟

رضاء الحق: ایرانی صدر کے دورہ کے موقع پر جو 28 نکاتی مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا ہے اس میں غزہ کے معاملے پر تفصیلی تذکرہ ہے، شام میں ایرانی سفارتخانہ پر اسرائیلی حملہ کی بھی مشترکہ طور پر مذمت کی گئی ہے لیکن کشمیر کے مسئلہ پر جس قدر تفصیلی بات ہونی چاہیے تھی وہ نہیں ہوئی حالانکہ کشمیر کا مسئلہ بھی کم اہم نہیں ہے۔ وہاں بھی انسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں۔ ہیومن رائٹس واچ کے مطابق نسل کشی کے جو دس سٹیج ہوتے ہیں بھارت کشمیر میں ان میں سے 9 ویں سٹیج پر پہنچ گیا ہے۔ بھارت میں اس وقت الیکشن مہم چل رہی ہے اور

وزیر اعظم نریندرا مودی نے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ مسلمان گھس بیٹھیے ہیں اور عرب سے آ کر یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یعنی وہ اعلانیہ لوگوں کو مسلمانوں کی نسل کشی پر اُکسا رہا ہے اور اسی مسلم دشمن ایجنڈے کی بنیاد پر بی جے پی 2014ء سے اقتدار میں رہی ہے اور اس ایجنڈے میں وہ مسلسل آگے بڑھ رہی ہے۔ جبکہ دوسری طرف پاکستان مسئلہ کشمیر کے حوالے سے مسلسل پسپائی اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔ سب سے پہلے تو شملہ معاہدہ میں ہم نے اقوام متحدہ کی قراردادوں سے ہٹ کر مسئلہ کشمیر کو ایک بائی لیٹرل معاملہ بنا دیا۔ اس کے بعد ہماری کشمیر پالیسی مسلسل متزلزل رہی اور آخر کار 5 اگست 2019ء میں جب بھارت نے کشمیر کا سپیشل سٹیٹس بھی ختم کر دیا تو اس وقت بھی ہم نے کوئی قدم نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک کہ بھارتی سپریم کورٹ نے بھارتی حکومت کے فیصلے کی توثیق کر دی اور ہم دیکھتے رہ گئے۔ ایرانی صدر کے دورہ پاکستان کے موقع پر ہم توقع کر رہے تھے کہ دونوں ممالک کے مشترکہ اعلامیہ میں مسئلہ کشمیر پر بھی اسی طرح کھل کر بات ہوگی۔ بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اس وقت انتہائی ضروری ہو چکا ہے کہ جہاں جہاں بھی امت مسلمہ کے مسائل ہیں ان کو مل کر حل کیا جائے۔ میانمار اور سنکیانگ کے مسلمانوں کے لیے بھی مل کر آواز اُٹھائی جائے۔ لیکن مشترکہ اعلامیہ میں مسئلہ کشمیر کے حوالے سے سرسری سی روایتی بات کی گئی ہے کہ سلامتی کونسل کی قراردادوں کے مطابق دونوں ممالک مل کر مسئلہ کشمیر حل کریں۔ اصل میں امریکہ کی ڈکٹیشن سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ گیس پائپ لائن بھی مکمل نہ ہو۔ اسی طرح امریکہ مسئلہ کشمیر کے حوالے سے جو ثالثی کی پیش کش کرتا ہے تو اس کا بھی ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مسئلہ کشمیر حل کرنا چاہتا ہے۔ اسی طرح ایران کے بھی بھارت کے ساتھ دیرینہ تعلقات ہیں لہٰذا اس لیے بھی کشمیر کے مسئلے پر کھل کر کوئی موقف نہیں اپنایا۔

سوال: ایرانی صدر کے دورے کے موقع پر جو 28 نکاتی مشترکہ اعلامیہ جاری ہوا آپ کی نظر میں اس میں سب سے اہم بات کیا تھی؟

فرید احمد پراچہ: 28 نکات میں کئی چیزیں ہیں۔ جیسا کہ دہشت گردی کے خلاف مشترکہ حکمت عملی اپنانا، غزہ کا معاملہ ہے، سمگلنگ کی روک تھام کی بات کی گئی ہے۔ کہا گیا ہے کہ بارڈرز پر ہی مارکیٹیں بنائی جائیں گی تاکہ دوطرفہ تجارت کو فروغ ملے۔ اس عزم کا اظہار بھی کیا گیا کہ پاکستان ایران دوستی قائم رہے گی اور اس حوالے سے دونوں ممالک کسی دباؤ میں نہیں آئیں گے۔ مجموعی طور پر 28 نکات اچھے ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے پاک ایران تعلقات اب معمول پر آ رہے ہیں۔ یہ سب سے اہم بات ہے کیونکہ ماضی میں پاک ایران تعلقات میں بہت بگاڑ آ رہا تھا۔ جیسا کہ 2016ء میں مودی نے ایران کا دورہ کیا تھا اور چاہ بہار میں بھارت کو بہت بڑی کامیابی ملی تھی۔ چاہ بہار پر امریکہ، ایران اور بھارت نے مل کر 55 بلین ڈالرز کا فنڈ قائم کیا تھا۔ پھر یہ کہ ایرانی سرزمین پاکستان کے خلاف استعمال ہو رہی تھی جیسا کہ کلبھوشن کا معاملہ ابھی التواء میں ہے۔ اس لحاظ سے سب سے اہم نکتہ یہی ہے کہ دونوں پڑوسی ممالک کے تعلقات معمول پر آ رہے ہیں اور اسی راستے پر دونوں کو مزید آگے بڑھنا چاہیے۔

سوال: جنوری میں دونوں ممالک کی سکیورٹی فورسز دہشت گردی کے تعاقب میں ایک دوسرے کے خلاف برسرپیکار تھیں۔ ابھی حالات کچھ بدلے ہیں اور اب ہم کہہ رہے ہیں کہ اس امن کی سرحد کو خوشحالی کی سرحد میں تبدیل کریں۔ بظاہر تو یہ بڑا اچھا عزم ہے لیکن کیا یہ ممکن ہو سکے گا؟

رضاء الحق: دہشت گردی یقیناً ایک ناسور ہے۔ پاک ایران بارڈر پر دونوں طرف مسلح گروہ موجود ہیں جو آپریٹ کر رہے ہیں۔ ان کا مقصد دونوں ملکوں کو نقصان پہنچانا ہے۔ لیکن دہشت گرد کی صحیح تعریف بھی ضروری ہے اور دوسرے ممالک کے اندرونی معاملات میں مداخلت سے گریز کیا جائے۔ مشترکہ اعلامیہ کے نکتہ نمبر 17 میں افغان حکومت کو مشورہ دیا گیا ہے کہ وہ تمام افغانستان میں گروہوں کو ملا کر حکومت تشکیل دیں۔ حالانکہ افغانستان ایک خودمختار ملک ہے وہ اپنے حوالے سے فیصلے خود کر سکتا ہے۔ ہم اگر خطے میں امن چاہتے ہیں تو افغانستان کو بھی ساتھ لے کر چلنا پڑے گا لیکن یہاں کچھ عجیب ہو رہا ہے۔ ایرانی صدر کے دورہ کے دوران پاکستان کے ایک بڑی نجی ٹی وی چینل کے ایک معروف اینکر نے اپنی گفتگو کا آغاز اس طرح کیا کہ: ایران کے صدر ابراہیم رئیسی پاکستان تشریف لا چکے ہیں، ناظرین آپ کو یاد ہوگا کہ جب پاکستان قائم ہوا تھا تو سب سے پہلے ایران نے اس کو تسلیم کیا تھا، آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ ایک دوسرا ملک بھی ہے جس نے اس وقت بھی پاکستان کو تسلیم کرنے کی قرارداد کی مخالفت میں ووٹ دیا اور آج بھی وہ پاکستان دشمنی میں سب سے آگے ہے۔ عام بندہ سوچے گا کہ شاید انڈیا کی بات ہو رہی ہے لیکن اینکر نے واضح کہا کہ وہ ملک افغانستان ہے۔ اس طرح کی سوچ اور رویے سے امن قائم نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ اس وقت کا ایران آج کے ایران سے مختلف ہے اسی طرح آج کا افغانستان اس وقت کے افغانستان سے مختلف ہے۔ پاک ایران تعلقات کو معمول پر لانا خوش آئند ہے لیکن افغانستان سے تعلقات

> **پوری دنیا کے باشعور عوام اسرائیلی مظالم کے خلاف سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں، یورپ کی یونیورسٹیاں اور کالجز سراپا احتجاج ہیں، اُمت مسلمہ کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہونا چاہیے۔**

بگاڑنا کسی صورت درست نہیں ہے۔ جہاں تک خوشحالی کی سرحد بنانے کا تعلق ہے تو جب تک سمگلنگ، منشیات، اغواء برائے تاوان، دہشت گردی جیسے معاملات کو پاک ایران سرحد پر مکمل طور پر روکا نہیں جائے گا تب تک مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔ دوسرا یہ ہے کہ امریکہ کے خوف سے نکلنا ہوگا اور صرف ملکی مفاد میں آزادانہ پالیسیاں بنانا ہوں گی ورنہ امریکہ کبھی نہیں چاہے گا کہ پاک ایران تعلقات بہتر ہوں یا پاک افغان تعلقات معمول پر آئیں۔

سوال: غزہ کی صورتحال کے تناظر میں ایرانی صدر کا دورہ پاکستان علاقائی سلامتی اور بین الاقوامی گریٹ گیم کے حوالے سے کتنی اہمیت کا حامل تھا؟

ڈاکٹر انوار علی: اسرائیل چاہتا ہے کہ جنگ پھیلے اور دیگر ممالک بھی اس کی لپیٹ میں آ جائیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم بھی صہیونی سازش کا نتیجہ تھیں۔ ان جنگوں کا فائدہ صرف صہیونیوں کو ہوا ہے۔ امریکہ کی اکانومی کا انحصار بھی اس پر ہے کہ دنیا آپس میں لڑتی رہے۔ البتہ موجودہ صورتحال میں امریکہ بھی نہیں چاہتا کہ جنگ پھیلے۔ لیکن ایران اور اسرائیل کے درمیان جو کشیدگی بڑھی ہے تو اس سے امکان پیدا ہو گیا ہے کہ یہ جنگ پھیلے گی اور دیگر ممالک بھی اس میں ملوث ہوں گے۔ ایرانی صدر کے دورہ کے بعد ایران نے دنیا کو پیغام دیا ہے کہ ہم اکیلے نہیں ہیں اور ہمارے پڑوسی ہمارے ساتھ ہیں۔ پاکستان کی طرف سے بھی یہ پیغام گیا ہے کہ ہم اقتصادی حوالے سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کے لیے اپنے پڑوسی ممالک کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں اور ہمارے پاس امریکہ کے علاوہ دوسرے آپشنز بھی موجود

ہیں۔ میرے خیال میں امریکہ بھی چاہتا تھا کہ یہ دورہ ہو کیونکہ یہ میسیج بنیادی طور پر اسرائیل کو گیا ہے کہ ایران اکیلا نہیں ہے لہٰذا جنگ کو پھیلانا اچھا نہیں ہے۔ امریکہ میں الیکشن بھی قریب ہیں اور وہاں کے حکمران اپنا مفاد بھی دیکھتے ہیں۔ اس خطے کی اہم قیادت ایران اور پاکستان کا آپس میں مل بیٹھنا اہم پیش رفت ہے اور اس کے بعد مجھے نہیں لگتا کہ اسرائیل پاکستان سے کوئی تصادم مول لے۔ البتہ ہم دعا ہی کر سکتے ہیں کہ ہمارے حکمران صحیح فیصلہ کریں۔ اس وقت امت مسلمہ کی جو زبوں حالی ہے اور جس طرح فلسطین میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے اس کے خلاف پاکستان اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔

سوال: اس وقت دنیا میں جو ایک گریٹ گیم چل رہی ہے اس کے حوالے سے اور علاقائی سلامتی کے حوالے سے ایرانی صدر کا دورہ پاکستان کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

فرید احمد پراچہ: اس وقت امن کو سب سے زیادہ خطرہ اسرائیل اور امریکہ سے ہے کیونکہ وہ نہ تو اقوام متحدہ کو مانتے ہیں اور نہ ہی سلامتی کونسل کی بات سنتے ہیں۔ نہ انہیں انسانی حقوق کا کوئی پاس ہے اور نہ ہی جنیوا کنونشن کا کوئی لحاظ ہے۔ خان یونس اور دیگر فلسطینی علاقوں سے اب اجتماعی قبریں مل رہی ہیں۔ پوری دنیا کے باشعور عوام ان مظالم کے خلاف سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں۔ یورپ میں کالجز اور یونیورسٹیز کے طلبہ اور طالبات مظاہرے کر رہے ہیں۔ یہ سب لوگ تو انسانیت کے ناطے سڑکوں پر نکلے ہوئے ہیں، امت مسلمہ کو بھی خواب خرگوش سے نکلنا چاہیے اور خاص طور پر پاکستان، افغانستان، ایران اور ترکی کو خصوصی کردار ادا کرنا چاہیے۔ ایرانی صدر کا دورہ پاکستان سے اس کی اچھی ابتدا ہو سکتی ہے۔ ان مسلم ممالک کو مزید آگے بڑھ کر فلسطینیوں کے لیے اور عالمی امن کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ افغانستان تو ایک لحاظ سے عملاً یہ بتا چکا ہے کہ باطل کے خلاف کھڑا ہونا ہی اصل راستہ ہے۔

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (النساء: 75) ''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں''

یہی وہ راستہ ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے بتایا ہے۔ اس راستے پر چل کر عالم اسلام اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کر سکتا ہے اور اس کے بعد ہی عالمی امن قائم ہوگا ان شاء اللہ

❀❀❀

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(25 اپریل تا یکم مئی 2024ء)

جمعرات (25 اپریل) مرکزی عاملہ کے اجلاس میں کراچی سے آن لائن شرکت رہی۔ طلبہ کے لیے علم فاؤنڈیشن کے تیار کردہ متفقہ قرآنی نصاب کی ویڈیو ریکارڈنگ کرائی۔

جمعہ (26 اپریل) خطاب جمعہ قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں دیا۔ بعد نماز مغرب دورہ ترجمہ قرآن کے احباب سے ملاقاتوں کا سلسلہ رہا۔

ہفتہ (27 اپریل) رات کو دورہ ترجمہ قرآن کراچی کی دو میزبان مقامی تناظیم کے رفقاء اور رفیقات کے پروگرام میں اہل خانہ کے ساتھ شرکت، گفتگو، باہمی تاثرات اور عشائیہ کا اہتمام ہوا۔

اتوار (28 اپریل) صبح انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کے زیر اہتمام رجوع القرآن کورس کی تقریب تقسیم اسناد میں شرکت اور گفتگو کی۔ دوپہر میں حلقہ کراچی وسطی کی شوریٰ کی فیملیز کے ظہرانہ میں اہل خانہ کے ساتھ شرکت رہی۔ رات کو سید نسیم الدین کے صاحبزادے سید سلیم الدین کی عیادت کے لیے جانا ہوا۔ اس موقع پر سید نسیم الدین سے بھی ملاقات رہی۔

سوموار (29 اپریل) صبح کو اسلام آباد جانا ہوا۔ بحریہ یونیورسٹی اور راولپنڈی میڈیکل یونیورسٹی میں خطابات اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔

منگل (30 اپریل) پیاس (PEAS) یونیورسٹی اور نسٹ یونیورسٹی اسلام آباد میں خطابات اور سوال و جواب کا اہتمام ہوا۔ شام میں اسلام آباد سے لاہور کے لیے روانگی ہوئی اور عشاء تک لاہور آمد ہوگئی۔

بدھ (یکم مئی) مرکز دارالاسلام لاہور میں صبح شعبہ نظامت کے حوالے سے میٹنگ میں شرکت کی۔ 12 بجے سے سوا ایک بجے کے دوران مرکزی جمعیت اہل حدیث کے زیر اہتمام ایوان اقبال لاہور میں منعقدہ فلسطین کانفرنس میں شرکت فرمائی اور خطاب فرمایا۔ ناظم رابطہ انتظامی و قانونی امور محترم خلجی صاحب سے ان کے گھر ملاقات کی اور عشائیہ میں شرکت کی۔

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم مردان کے سینئر رفیق مراد علی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0318-0474629

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے ناظم دعوت سید اطہر جمال کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-9295691

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے منفرد رفیق محترم عبدالمتین کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0336-5825316

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے نقیب محمد ذکی خان کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0345-2156660

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

لہو دیا قدم قدم

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

غزہ پر اسرائیلی جارحیت کے تقریباً سات ماہ میں بدلتے منظر کا مرکز ومحور اب کولمبیا یونیورسٹی نیویارک بن چکی ہے۔ جس طرح طوفانِ نوح کا سونامی ’فار التنور‘ ایک مخصوص تنور سے اُبل پڑا اور پھر آسمان سے موسلا دھار بارش کے دروازے کھل گئے، زمین پھٹ گئی اور پانی سب کچھ بہا لے گیا۔ آج اسرائیل اور اسے اسلحہ فراہم کرنے والے درندہ صفت حکمران اور دنیا کے باقی گونگے شیاطین جو تماش بین ہیں، اُن کے ہاتھوں یہ بہیمیت اس مقام پر آن پہنچی ہے کہ جا بجا ’فار التنور‘ کے مناظر ہیں۔ ان سات مہینوں میں ہر آن ہر ساعت جنگی جرائم کا بے پناہ ارتکاب ہوا ہے، مگر بین الاقوامی قوانین کا اطلاق کرنے میں ’جس کی لاٹھی اُس کی بھینس‘ کا فارمولا آڑے آجاتا ہے۔ ایک بھرپور دور ہر ہر خطۂ زمین پر مظاہروں کا چلا، اب بھی جاری ہے۔

اب نیا تنور جو اُبل پڑا ہے وہ امریکا کی سبھی بڑی یونیورسٹیوں میں، کولمبیا یونیورسٹی نیویارک سے اٹھنے والا طوفان ہے۔ 120 سے زائد تنظیموں پر مشتمل طالب علموں کا اشتراک واتحاد ’CUAD‘ (کولمبیا یونیورسٹی، اپارتھائیڈ اینڈ ڈائی ویسٹمنٹ‘ ہے۔) یہ تحریک، اسرائیلی ’اپارتھائیڈ‘ (نسلی تفریق/ امتیاز) غزہ قتلِ عام، فلسطین پر اسرائیلی قبضے کے خلاف اٹھائی گئی۔ اس کا مطالبہ یونیورسٹی سے اسرائیل کی اسلحہ سازی میں سینکڑوں ملین ڈالر کے اثاثوں کی سرمایہ کاری ختم کرنا ہے۔ سرمایہ کاری اسرائیل کے لیے اسلحہ فراہم کرنے کے مترادف ہے جس پر طلبہ سیخ پا ہیں۔ طلبہ یونیورسٹی میں خیمہ زن، 17 اپریل سے ’غزہ یکجہتی کیمپ‘ لگائے بیٹھے ہیں۔ یہ نہایت غیر معمولی ردعمل ہے۔ دنیا بھر سے چنیدہ طلبہ نہایت محنت طلب تعلیم میں دن رات ایک کرتے اپنے خورد ونوش تک کی فکر/ فرصت نہیں رکھتے۔ شوہر کی تعلیم کے دوران کولمبیا یونیورسٹی میں گزرے 4 سالوں کی چشم دید گواہی ہے یہ۔ یونیورسٹی کی صدر نے نیویارک پولیس اُن پر چڑھا دی جو 1968ء، ویتنام جنگ کے خلاف تحریک کے بعد پہلا واقعہ تھا پولیس گردی کا! اس پر سینکڑوں کولمبیا کے اساتذہ طلبہ مظاہرے کو بذریعہ پولیس دبانے کے خلاف نکل آئے کلاسیں چھوڑ کر۔ یونیورسٹی نے کلاسیں بند کر کے باقی سمیسٹر آن لائن کر دیا۔ مظاہرہ منتشر کرنے کو سو طلبہ گرفتار ہوئے جس سے مظاہرے اور خیمہ زن ہونے کا احتجاج جنگل کی آگ کی طرح امریکا بھر میں پھیل گیا۔ کولمبیا یونیورسٹی میں سرمایہ کاری (اسرائیل سے) ختم کرنے پر ریفرنڈم ہوا جس پر 76.55 فیصد نے اس کے حق میں ووٹ دیا۔

چالیس یونیورسٹیاں اس وقت امریکا میں شدید مظاہروں، نعروں، خیمہ زنی کی زد میں ہیں۔ یونیورسٹی انتظامیہ سنبھالنے سے قاصر ہے۔ یاد رہے کہ یہ سب بشمول مایہ ناز آئی وی لیگ یونیورسٹیوں کے، اہم تعلیمی ادارے ہیں جو ریڑھ کی ہڈی کی سی حیثیت کے حامل ہیں۔ نوجوانوں کے رجحانات کی عکاسی کر رہے ہیں۔ یہودیوں میں خوف، اضطراب، اندیشوں کی لہر دوڑ گئی ہے۔ ماحول میں شدید گرما گرمی ہے۔ ایسے ہی مظاہروں پر پوچھ گچھ کے ضمن میں ہارورڈ اور پین سلوانیا یونیورسٹیوں کی صدور نے استعفے دے دیے تھے۔ کولمبیا کا برنارڈ کالج جہاں 55 طلبہ کو معطل کیا گیا، وہاں برنارڈ پروفیسروں نے کالج صدر کے خلاف بیک زبان عدم اعتماد کا ووٹ جاری کر دیا۔ نیویارک یونیورسٹی میں خیمے لگے ہیں۔ ایک جگہ ’فلسطین کی عوامی یونیورسٹی میں خوش آمدید‘ کا بینر لگا ہے۔ ایک جگہ نماز باجماعت ادا ہو رہی ہے۔ انتفاضہ زندہ باد و دیگر فلسطینی نعروں اور جھنڈوں کا ہر طرف راج ہے، ہر یونیورسٹی کے مظاہرے میں۔ اس پر فلسطینی مجاہدین کی تحریک کی طرف سے داد و تحسین اور شکرگزاری کا بیان جاری ہوا ہے۔ مجاہدین نے عرب واسلامی ممالک کے طلبہ کو اپنی خاموشی توڑنے اور غزہ کی حمایت میں کھڑے ہونے پر اُبھارا ہے کہ وہ مقاماتِ مقدسہ کے تحفظ اور صہیونی مجرموں کے خلاف آواز بلند کریں۔

پاکستان میں شرمناک منظر ہے! پنجاب گروپ آف کالجز میں سے ایک (کامرس کالج) میں لڑکیاں فحش ترین بول گا کر بازو لہراتی ’جوانی، جوانی سے ٹکرا گئی‘ الاپتی فدا ہو رہی ہیں۔ واحد غیرت مند پیغام ایک طلبہ تنظیم نے جرمن سفیر کے ’عاصمہ جہانگیر کانفرنس‘ سے خطاب میں مداخلت کر کے دیا۔ کانفرنس شہری حقوق کے تحفظ پر تھی۔ علی عبداللہ نامی نوجوان نے جرمنی میں طلبہ کے احتجاجی کیمپ (فلسطین کے حق میں) اکھاڑے جانے پر احتجاج کیا کہ یہاں پر آپ حقوقِ انسانی اور آزادیٔ اظہار کی بات کیسے کر رہے ہیں؟ جس پر سفیر صاحب سیخ پا ہو کر گرما گرمی پر اتر آئے۔ یہ پاکستان ہے لہٰذا وہ چلا اٹھے۔ ورنہ گزشتہ اتنے مہینوں میں مغرب میں ہونے والی ایسی بے شمار مداخلتوں پر ہنری کلنٹن، بلنکن، بائیڈن سمیت سبھی نے ہمیشہ خاموشی، تحمل اور مسکراہٹ کے ساتھ برداشت کیا ہے ہر جگہ! مگر ہم غلام ہیں سو جسارت ممکن نہیں!

یاد رہے کہ یہ مظاہرے اب برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، ترکیہ کے تعلیمی اداروں تک پھیل چکے ہیں۔ لندن میں 13 بہت بڑے عوامی مظاہرے ہو چکے فلسطین یکجہتی مہم کے تحت۔ پولیس کی تعیناتی پر اب تک وہاں 38.4 ملین پاؤنڈ خرچ ہو چکے ہیں۔ جارج واشنگٹن یونیورسٹی، واشنگٹن و دیگر تعلیمی اداروں کے اساتذہ نے انتظامیہ کو خط لکھا ہے کہ طالب علموں کو آزادیٔ اظہار کا قانونی حق حاصل ہے۔ ان کی آواز سنی جائے، خواہ آپ اس کے حق میں ہوں یا نہ ہوں۔ ہمارے اساتذہ، طلبہ؟ جہل اور بے حسی کا سناٹا! اس وقت یونیورسٹیوں کا دباؤ اتنا بڑھ گیا ہے کہ نیتن یاہو کے ہاتھ پاؤں بھی پھول گئے ہیں۔ اُس نے کہا: ”امریکا کے کیمپسوں میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ خوفناک ہے! (اور غزہ میں؟) یہودی مخالف جتھوں نے بڑی یونیورسٹیوں میں ڈیرے جما لیے ہیں۔ وہ اسرائیل کی تباہی کے لیے پکار رہے ہیں۔ (سنسنی خیزی پھیلا رہا ہے یاہو!) اب اہم ترین یہ ہے کہ وہ سب جو ہماری تہذیب اور اقدار کو عزیز رکھتے ہیں، (بچوں عورتوں کی قتل و غارت گری، ہسپتالوں میں اجتماعی قبروں میں مریضوں کو مار کر دبا ڈالنا، کچھ زندہ دفن کر دینے کی مجرمانہ اقدار؟) اٹھ کھڑے ہوں اور کہہ دیں کہ بس کر دو بہت ہو چکا!“ (کسے کہہ دیں؟ غزہ کو ملبہ، کھنڈر کر دینے والے کو؟)

اووِن جونز (گارڈین کا برطانوی کالم نگار اور مصنف) نے نیتن یاہو کی اس تنقید پر اسے غزہ کی چار تصاویر تعلیمی اداروں کے ملبوں کی دکھا دی ہیں کہ: یہ وہ

ہے جو اسرائیل نے غزہ کی یونیورسٹیوں سے کیا! امریکی طلبہ اس وقت بار بار یہ دہرا رہے ہیں کہ انہی یونیورسٹیوں سے ہمارے والدین اور بزرگوں نے 1960ء میں ویتنام جنگ اور 1980ء میں جنوبی افریقہ کے خلاف ایسی ہی احتجاجی تحریک سے جنگ اور اپارتھائیڈ ختم کروایا تھا۔ اسی بنا پر تل ابیب سے واشنگٹن تک اب زلزلہ برپا ہوگیا ہے طلبہ تحریک سے! امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کی ایک اور ترجمان (برائے مشرق وسطیٰ وشمالی افریقہ) نے غزہ پر امریکی پالیسی کے خلاف استعفیٰ دے دیا ہے۔ یہ تیسرا ہائی پروفائل استعفیٰ ہے! ادھر مائیکو پیلیڈ، امریکن اسرائیلی مصنف اور سامراج دشمن سرگرم کارکن، کولمبیا یونیورسٹی کے طلبہ کو داد وتحسین پیش کرتا، وہاں تقریر کرتا، جارج واشنگٹن یونیورسٹی میں ولولہ انگیز نعرے لگواتا دیکھا جاسکتا ہے۔

سابق اسرائیلی جنرل کا یہ بیٹا کہتا ہے: 8 دہائیوں سے قتل عام جاری ہے اسے روکنا ہوگا۔ ایک بھی اور فلسطینی نہ مارا جائے۔ کل نہیں، اگلے ہفتے نہیں، جنگ بند کرو ابھی فوراً! یہ جنگ تمہاری محنتوں سے رکے گی۔ پلٹ کر تم اپنا یہ کارنامہ فخر سے دیکھو گے کہ تم نے فلسطین آزاد کروانے میں کتنا بڑا کردار ادا کیا۔ عورتیں بچے ناقابل یقین تعداد میں مر رہے ہیں۔ قیامت توڑی جا رہی ہے۔ نہ صاف پانی، نہ پٹیاں، نہ ادویہ، نہ مرہم۔ اب ایک پائی بھی نہیں، ایک بم، ایک گولی، ایک ڈالر بھی اسرائیل کو نہیں جائے گا۔ یہ ہمارے ٹیکسوں کے ڈالر ہیں۔ ہم کہہ رہے ہیں۔ اب نہیں! اپارتھائیڈ ختم کرو۔ ابھی۔ فوری! ہر کیمپس کھڑا ہو اور بتادے۔ فلسطین کب آزاد ہوگا؟ (سب یک زبان) 'ابھی'۔ پوری تقریر ابھی! فوری! فلسطین کی آزادی فوراً، سے بھری ہوئی تھی۔ پورے مجمع میں بجلی بھر کر Now!Now!... کے نعرے لگوائے۔ آرون شبتائی، تل ابیب کا چوٹی کا یہودی شاعر جو غیر جانبدار بے لاگ بے خوف شاعری کرتا ہے۔ بمبار اسرائیلی پائلٹ سے کہتا ہے: 'جب تم آئندہ اپنے جہاز میں چکر لگاؤ۔ جنین پر۔ پائلٹ! بچے یاد رکھنا اور بوڑھی خواتین بھی۔ جن کے گھروں کو تم نشانہ بناؤ گے۔ اپنے میزائل پر ایک تہہ چاکلیٹ کی چڑھا دینا۔ نشانہ بالکل درست رکھنا تاکہ تمہاری سوغات، تحفہ میٹھا ہو۔ جب دیواریں گرنے لگیں! (تو وہ چاکلیٹ چاٹ لیں؟!)

تیرے وقار کے لیے، لہو دیا قدم قدم...... یروشلم، یروشلم!

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

قرآن وسنّت، اجماعِ اُمّت اور مفسرین وفقہاء کی مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں ہماری یہ رائے ہے کہ سپریم کورٹ کے شریعت اپیلیٹ بینچ کے دسمبر 1999ء کے تاریخ ساز فیصلے میں سود کی جو تعریف کی گئی ہے وہ ایک مستند اور جامع و مانع تعریف ہے۔ یہ تعریف اس طرح ہے:

Any amount big or small over the principal, in a contract of loan or debt is Riba prohibited by the Holy Quran regardless of whether the loan is taken for the purpose of consumption or some production activity.

یہ تعریف سورۃ البقرۃ کی آیت 275 سے اخذ کی گئی ہے، جس میں فرمایا گیا:

''اے ایمان والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور چھوڑ دو جو کچھ سود میں سے باقی ہے اگر تم (واقعی) مؤمن ہو۔ تو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے جنگ کا اعلان سن لو۔ اور تم باز آجاؤ تو تمہارے رأس المال کا حق تمہیں حاصل ہے۔ نہ تم ظلم کرو نہ تم پر ظلم کیا جائے۔''

ترجمے کے جلی الفاظ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرض کے طور پر دیے گئے اصل زر میں کسی بھی قسم کا اضافہ سود کے زمرے میں شمار ہوگا، قطع نظر اس کے کہ یہ سود مفرد ہے یا سود مرکب، آیا اصل زر میں یہ زیادتی اشیاء/خدمات کی فراہمی کی مد میں کی گئی ہے یا پھر کسی قسم کے پیداواری عمل کے ضمن میں۔ اس تعریف کے مستند اور معتبر ہونے کا جواز یہ ہے کہ سود کی توضیح وتصریح کے حوالے سے ابن جریر طبری، ابوبکر جصاص، بغوی، ابن العربی، امام رازی (رحمہم اللہ) جیسے مفسرین کرام کے علاوہ دوسرے نامور شارحین قرآن نے بھی جو نقطۂ نظر بیان کیا ہے، یہ اس کے عین مطابق ہے۔ ان علماء کرام نے سود کی وضاحت دورِ جاہلیت میں مروج درج ذیل تین صورتوں کے تناظر میں کی ہے:

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 741 دن گزر چکے!

ضرورت رشتہ

☆ شیخوپورہ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، تعلیم BS، قد 5 فٹ 5 انچ کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ (صرف Whatsapp پر): 0336-7250487

☆ لڑکا، عمر 25 سال، انجینئر، آسٹریلیا میں سیٹلڈ کے لیے دینی مزاج کی حامل، تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: (Contact whatsapp + 614985446859)

☆ بیٹی، عمر 24 سال، آرکیٹیک/ڈیزائن انجینئر، شرعی پردہ اور صوم وصلوٰۃ کی پابند کے لیے ہم پلہ، تعلیم یافتہ اور دیندار فیملی کا رشتہ درکار ہے۔ جہیز اور شادی بیاہ پر ہونے والی رسم ورواج سے اجتناب کرنے والے لوگ رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0322-4687553

☆ حافظ قرآن بیٹی، عمر 20 سال، قد 5.1، تعلیم ایف ایس سی، فزیوتھراپی کورس جاری کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0302-4683778, 0320-4829678

☆ لاہور میں مقیم فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم ایم فل۔ اور بیٹا، عمر 27 سال، تعلیم انٹرمیڈیٹ ذاتی کاروبار، کے لیے دینی مزاج کے رشتے درکار ہیں۔ برائے رابطہ: 0320-4578836

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام مختلف حلقہ جات میں دورہ ترجمہ قرآن اور خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام 2024ء

حلقہ کراچی جنوبی

قرآن اکیڈمی ڈیفنس: مقامی تنظیم قرآن اکیڈمی ڈیفنس کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان انجینئر نعمان اختر صاحب نے حاصل کی۔ حافظ ریان بن نعمان اختر صاحب اور حافظ ڈاکٹر فصیح منصوری صاحب نے تراویح میں قرآن حکیم سنانے کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام کو آن لائن نشر کیا گیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 700 مرد حضرات اور 300 خواتین نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ اس رمضان میں 175 افراد کے لیے اعتکاف کا انتظام کیا گیا۔ معتکفین حضرات کے لیے روزانہ بعد نماز ظہر تربیتی لیکچرز کا اہتمام رہا اور آخری روز امیر تنظیم شجاع الدین شیخ صاحب نے سوال و جواب کی نشست لی۔ 20 رفقاء نے بیعت فارم بھی پُر کیے۔ گلستان انیس کلب: حلقہ کراچی جنوبی کے تحت گلستان انیس کلب میں ناظم تربیت اولڈ سٹی تنظیم محمد نعمان صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام میں 350 مرد حضرات اور 200 خواتین نے باقاعدگی سے شرکت کی۔ ملن بینکوئیٹ: مقامی تنظیم کورنگی شرقی کے تحت ملن بینکوئیٹ میں ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی عامر خان صاحب نے دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 150 مرد حضرات اور 100 خواتین نے کی شرکت رہی۔ آخری دو اتوار میں احباب کے ساتھ نشست بھی رکھی گئی جس میں سوال جواب اور دینی فرائض کا جامع تصور بیان کیا گیا۔ راج محل لان: مقامی تنظیم کورنگی وسطی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن راج محل لان نزد چنیوٹ ہسپتال میں ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر مقامی تنظیم ڈیفنس عاطف اسلم صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں روزانہ اوسطاً 300 مرد حضرات اور 200 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ قرآن مرکز لانڈھی: قرآن مرکز لانڈھی میں دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت امیر مقامی تنظیم لانڈھی محمد ہاشم صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 110 مرد حضرات اور 70 خواتین کی شرکت رہی۔

جانز بروسٹ: مقامی تنظیم کورنگی غربی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض معتمد حلقہ کراچی جنوبی محمد سہیل راؤ صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں اوسطاً 120 مرد حضرات اور 60 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ ریڈیسن لان: مقامی تنظیم اختر کالونی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ریڈیسن میرج لان میں ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر حلقہ کراچی جنوبی ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے بخوبی انجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 130 مرد حضرات اور 90 خواتین کی باقاعدگی سے شرکت رہی۔ ہما لان: مقامی تنظیم اولڈ سٹی کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد ہما لان میں ہوا۔ محمد رضوان صاحب نے مدرس کے فرائض سرانجام دیے۔ پروگرام میں اوسطاً 70 مرد حضرات اور 80 خواتین کی شرکت رہی۔ سیفرون لان: مقامی تنظیم کلفٹن کے تحت سیفرون لان میں خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد کیا گیا۔ مدرس کے فرائض ناظم تربیت مقامی تنظیم کلفٹن حافظ محمد اسلم صاحب نے ادا کیے۔ پروگرام میں 50 مرد حضرات اور 50 خواتین کی شرکت رہی۔ کورنگی وسطی: مقامی تنظیم کورنگی وسطی کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کے پروگرام کا انعقاد ہوا۔ امیر مقامی تنظیم کورنگی وسطی ڈاکٹر اسرار علی صاحب نے مدرس کی ذمہ داری ادا کی۔ پروگرام میں تقریباً 25 مرد حضرات باقاعدگی سے شریک رہے۔ قرآن مرکز ڈیفنس: حلقہ کراچی جنوبی کے تحت قرآن مرکز ڈیفنس میں خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر مقامی تنظیم سوسائٹی انجینئر نعمان آفتاب صاحب نے انجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 35 مرد حضرات اور 25 خواتین نے شرکت کی۔ رپورٹ: سرفراز احمد (ناظم نشرواشاعت حلقہ)

حلقہ کراچی شمالی

اورنگی ٹاؤن: مقامی تنظیم اورنگی ٹاؤن کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد امامہ لان میں ہوا۔ مدرس کی سعادت سید آصف عزیز صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 160 مرد حضرات اور 150 خواتین کی شرکت رہی۔ فیڈرل بی ایریا: مقامی تنظیم فیڈرل بی ایریا کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد جامع القرآن یاسین آباد میں ہوا۔ مدرس کے فرائض محمد ارشد رضوی صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 270 خواتین اور 206 مرد حضرات شریک رہے۔ ناظم آباد: مقامی تنظیم ناظم آباد کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مرحبا بینکوئیٹ میں ہوا۔ مدرس کی سعادت عاطف محمود صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 170 مرد حضرات اور 120 خواتین کی شرکت رہی۔ بلدیہ ٹاؤن: مقامی تنظیم بلدیہ ٹاؤن کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد وائٹ گولڈ مارکیو میں ہوا۔ مدرس کی سعادت سید فاروق احمد صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 150 مرد حضرات اور 250 خواتین کی شرکت رہی۔ شادمان: مقامی تنظیم نارتھ ناظم آباد کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد عامرز پیلس میں ہوا۔ مدرس کی سعادت شجاع الدین شیخ صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 2000 مرد حضرات اور 1000 خواتین کی شرکت رہی۔ رپورٹ: شیخ منصور رونی (معتمد حلقہ)

حلقہ حیدر آباد

حیدر آباد سٹی: مقامی تنظیم حیدر آباد سٹی کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد زرین ہال مارکیٹ ٹاور میں ہوا۔ مدرس کے فرائض عبدالرحمٰن رند صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں اوسطاً 40 خواتین اور 50 مرد حضرات شریک رہے۔ قاسم آباد: حلقہ حیدر آباد کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد جامع القرآن قاسم آباد میں ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر حلقہ حیدر آباد شفیع محمد لاکھو صاحب اور نائب امیر حلقہ حیدر آباد نذیر احمد قریشی صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 450 خواتین و حضرات شریک رہے۔ مسجد جامع القرآن میں 35 افراد نے اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ معتکفین حضرات کے بعد نماز ظہر خصوصی لیکچرز کا بھی اہتمام رہا۔ مقامی تناظیم قاسم آباد شرقی و غربی تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد درونیو کمیونٹی قاسم آباد میں ہوا۔ مدرس کی سعادت سیف الرحمٰن صاحب اور فہد ملوکانی صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 95 خواتین و حضرات شریک رہے۔ لطیف آباد: مقامی تناظیم لطیف آباد شرقی و غربی کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مرینہ بینکوئیٹ لطیف آباد میں ہوا۔ مدرس کے فرائض سعد عبداللہ صاحب اور سید شاکر علی صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 550 خواتین اور 450 مرد حضرات شریک رہے۔ کوہسار: مقامی تناظیم لطیف آباد شرقی و غربی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد القمر اسکول کوہسار میں ہوا۔ مدرس کی سعادت حضر حیات صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 25 خواتین اور 15 مرد حضرات شریک رہے۔ ہیر آباد: مقامی تنظیم حیدر آباد سٹی کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد قرآن مرکز ہیر آباد میں ہوا۔ مدرس کی سعادت محمد بابر

صاحب اور پروفیسر رفیق صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً25 خواتین اور 20 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ حالی روڈ: مقامی تناظیم لطیف آباد شرقی وغربی کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا انعقاد اقرا اسکول حالی روڈ میں ہوا۔ مدرس کی سعادت محمد فاروق پاشا صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 70 خواتین اور 35 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ نواب شاہ: مقامی تنظیم نواب شاہ کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد حامد علی کلب نواب شاہ میں ہوا۔ مدرس کے فرائض عاکف اقبال صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً140 خواتین وحضرات شریک رہے۔ ❁ ٹنڈو آدم: مقامی تنظیم ٹنڈو آدم کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد آشیانہ یعقوب مجاہد ٹنڈو آدم میں ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر راؤ احمد رضا صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 70 افراد شریک رہے۔ ❁ نوشہرو فیروز: مقامی تنظیم نوشہرو فیروز کے تحت پروگرام کا انعقاد ہوا جس میں تقریباً30 افراد شریک رہے۔ رپورٹ: رحیم بیگ مرزا (ناظم نشرو اشاعت حلقہ)

حلقہ پنجاب جنوبی

❁ نیو ملتان: مقامی تنظیم نیو ملتان کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد النور میرج ہال شاہ رکن عالم میں ہوا۔ مدرس کی سعادت حافظ محمد اسد انصاری صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً30 مردحضرات اور 40 خواتین کی شرکت رہی۔ مقامی تنظیم نیو ملتان کے تحت دوسرا پروگرام زینت میرج ہال میں ہوا۔ مدرس کی سعادت افضل حق صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً8 خواتین اور 16 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ ملتان شہر: مقامی تنظیم ملتان شہر کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد پاکستان ہال خونی برج میں ہوا۔ مدرس کے فرائض محسن افضل صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً10 خواتین اور 20 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ گلگشت: مقامی تنظیم گلگشت کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد قرآن اکیڈمی گلگشت میں ہوا۔ مدرس کی سعادت فاروق احمد صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً50 ردحضرات اور 15 خواتین کی شرکت رہی۔ ❁ ملتان کینٹ: مقامی ملتان کینٹ کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد جامع مسجد قرطبہ قرآن اکیڈمی میں ہوا۔ مدرس کی سعادت محمد سلیم اختر صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً70 مردحضرات اور 25 خواتین کی شرکت رہی۔

رپورٹ: عبداللہ قادری (ناظم نشرو اشاعت حلقہ)

حلقہ بہاولنگر

❁ حلقہ بہاولنگر: حلقہ بہاولنگر کے زیر اہتمام مقامی تناظیم حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد شرقی وغربی، فورٹ عباس، چشتیاں، بہاول نگر، مروٹ اور منفرد اسرہ جات کی جانب سے 2 مقامات پر دورہ ترجمہ قرآن، 1 مقام پر خلاصہ مضامین قرآن اور 3 مقامات پر ویڈیو پروگرام کا انعقاد ہوا۔ پروگرامز میں تقریباً 150 خواتین اور 300 مردحضرات شریک رہے۔ رپورٹ: محمد عامر (ناظم نشرو اشاعت حلقہ)

حلقہ گوجرانوالہ

❁ گجرات: مقامی تنظیم گجرات کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد تقویٰ مسجد میں ہوا۔ مدرس کی سعادت امیر حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن حافظ علی جنید میر صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً 130 مردحضرات اور 80 خواتین کی شرکت رہی۔ اس کے علاوہ اعتکاف کا اہتمام بھی ہوا جس میں 13 افراد نے شرکت کی۔ ❁ سیالکوٹ: مقامی تنظیم سیالکوٹ کے تحت دورہ ترجمہ قرآن جامع مسجد احیائے دین میں ہوا۔ مدرس کی سعادت ناظم تربیت حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن حافظ نعیم صفدر بھٹہ صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً100 مردحضرات اور 40 خواتین کی شرکت رہی اور اعتکاف کی سعادت 4 افراد نے حاصل کی۔ ❁ گوجرانوالہ: مقامی تنظیم گوجرانوالہ کے تحت دورہ ترجمہ قرآن ڈی سی کالونی میں منعقد ہوا۔ مدرس کی سعادت انجینئر محمد ہارون صاحب نے حاصل کی۔ پروگرام میں تقریباً110 مردحضرات اور 50 خواتین کی شرکت رہی۔ ❁ کنجاہ: مقامی تنظیم کنجاہ کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کی سعادت ناظم دعوت حلقہ گوجرانوالہ ڈویژن محمد عبدالرحمن صاحب نے حاصل کی۔ اس پروگرام میں تقریباً25 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ پھالیہ: مقامی تنظیم منڈی بہاوالدین کے تحت خلاصہ مضامین قرآن کا اہتمام بذریعہ ویڈیو بانی محترمؒ مسجد المصطفیٰ میں ہوا۔ پروگرام میں اوسطاً12 افراد شریک رہے۔ ❁ لالہ موسیٰ: منفرد اسرہ لالہ موسیٰ کے تحت خلاصہ مضامین قرآن بذریعہ ویڈیو بانی محترمؒ کا اہتمام ہوا۔ پروگرام میں اوسطاً5 افراد شریک رہے۔ رپورٹ: رانا ضیاء الحسن (ناظم نشرو اشاعت حلقہ)

حلقہ پنجاب پوٹھوہار

❁ میر پور: مقامی تنظیم میر پور کے تحت دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد بندھن میرج ہال میں ہوا۔ مدرس کے فرائض حافظ ندیم مجید صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً 05 خواتین اور 20 مردحضرات شریک رہے۔ ❁ چکوال: مقامی تنظیم چکوال کے زیر اہتمام دورہ ترجمہ قرآن کا انعقاد مسجد القدس میں ہوا۔ مدرس کے فرائض خرم شہزاد بٹ صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً12 افراد شریک رہے۔ ❁ گوجر خان: مقامی تنظیم گوجر خان کے تحت بانی محترمؒ کے ویڈیو پروگرام کا انعقاد مسجد صدیق اکبر صندل میں ہوا۔ پروگرام میں تقریباً16 افراد شریک رہے۔ مقامی تنظیم گوجر خان کے زیر اہتمام بانی محترمؒ کا دوسرا ویڈیو پروگرام جامع مسجد العابد میں ہوا۔ اس پروگرام میں 20 افراد شریک رہے۔ رپورٹ: عبدالرحمٰن تابانی (ناظم نشرو اشاعت حلقہ)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی

❁ مرکز حلقہ پشاور: حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے تحت دورہ ترجمہ قرآن جامع مسجد ابو بکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی پشاور شہر میں منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض قاضی فیصل ظہیر صاحب نے سرانجام دیے۔ پروگرام میں تقریباً150 مردحضرات اور 50 خواتین کی شرکت رہی۔ ❁ حیات آباد پشاور: حلقہ خیبر پختونخواہ جنوبی کے زیر اہتمام بریز ڈگری کالج فیز تھری چوک حیات آباد پشاور میں دورہ ترجمہ قرآن منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض پروفیسر فضل باسط صاحب نے سرانجام دیے۔ ❁ نوشہرہ: حلقہ خیبر پختونخواہ جنوبی کے تحت مسجد سیلاج فرنیچر فیکٹری رسالپور روڈ نوشہرہ میں دورہ ترجمہ قرآن منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض حبیب الرحمٰن صاحب نے سرانجام دیے۔ ❁ مردان: سراج ٹیوشن اکیڈمی نہر چوک مردان میں دورہ ترجمہ قرآن منعقد ہوا۔ مدرس ڈاکٹر حافظ محمد مقصود صاحب رہے۔ یہاں دورہ ترجمہ قرآن پشتو زبان میں کیا گیا اور اس کی ریکارڈنگ بھی کرائی گئی۔ ❁ پشاور صدر: مقامی تنظیم پشاور صدر کے تحت خلاصہ مضامین کا اہتمام آرمی ویلفیئر ہاؤسنگ سکیم کوہاٹ روڈ میں منعقد ہوا۔ مدرس کے فرائض عبدالناصر صافی صاحب نے سرانجام دیے۔ ❁ پشاور غربی: مقامی تنظیم پشاور غربی کے رفیق ڈاکٹر طارق مسعود صاحب نے امیر تنظیم شجاع الدین شیخ صاحب کے آن لائن دورہ ترجمہ قرآن کا اہتمام کیا۔

رپورٹ: سعید اللہ شاہ (معتمد حلقہ)

❁❁❁

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ روزہ اور قرآن دونوں کو ہم سب کے حق میں ایسا سفارش کرنے والا بنائے جن کی سفارش بارگاہ الٰہی میں مقبول ہو۔ آمین!

Will they succeed in changing their university or US policy toward Israel?

It is highly unlikely given the stranglehold of the pro-Israel lobby on America's political system. Given the election year, the chances of students making an impact is quite real.

Their demands cannot be easily dismissed.

Further, students are highly motivated. They will press their demands until they get some results. It is turning out to be an interesting year in the US.

The country is already deeply polarized with Donald Trump supporters seething with anger. Most Americans are also fed up of Joe Biden's policies. It will be interesting to see how the student protests pan out.

One thing, however, is certain: the pro-Israel lobby has lost its stranglehold on the narrative in America. The Palestinian point of view is finally being heard.

That is certainly a welcome development.

Courtesy: ***Crescent International***

Original article: https://crescent.icit-digital.org/articles/pro-palestinian-protests-spread-across-us-campuses-amid-police-brutality

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، گلشن جمال کے امیر شاہد احمد خان کے بڑے بھائی بیمار ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0336-2342356

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں ان شاء اللہ

''جامع مسجد ابو بکر صدیقؓ سعد اللہ جان کالونی، عقب (Admor) ایڈمور پٹرول پمپ نزد سرصاحب زادہ پبلک سکول، پرانا حاجی کیمپ، جی ٹی روڈ، پشاور'' میں

12 تا 18 مئی 2024ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-

☆ اسلام کا انقلابی منشور ☆ جہاد فی سبیل اللہ

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

17 تا 19 مئی 2024ء

(بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ اسلام کا انقلابی منشور (معاشی سطح پر)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 091-2262902 / 0334-8937739

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-(042)35473375

Pro-Palestinian protests spread across US campuses amid police brutality

Students at US campuses are protesting in ever-larger numbers against Israel's genocidal war on Gaza. Protests have spread to most universities despite the police's customary brutality. At Columbia University in New York, the administration called the police to disrupt a peaceful sit-in by hundreds of students.

The April 18 assault resulted in more than 100 student arrests. The university administration thought the police show of force will scare the students away. Instead, it had the opposite effect. Students at other universities were appalled at the police brutality at Columbia and launched their own protests. There are currently ongoing protests at more than 30 universities from the east coast to the west. These include the University of Southern California, Ohio State University, George Washington University, Brown University, California State Polytechnic University, Humboldt, New York University, Emory University, Princeton University, Harvard University, North Western University, Fashion Institute of Technology, Indiana University Bloomington, University of Pennsylvania, University of Florida, University of Texas, and Arizona State University.

The protests have spread to other countries, with voices being raised in some universities of UK, France, Germany, Spain and Australia.

While there have been widespread protests in the US since the Israeli assault on Gaza that has resulted in more than 35,000 people killed including at least 15,000 children, the student protests are more focused. They are demanding the universities divest from American companies supplying weapons to Israel's genocidal war on Gaza. American companies like Lockheed Martin have been singled out for supplying lethal weapons to Israel. Tech giants Amazon and Google have also invested heavily in Israel. Google has a $1.2 billion cloud-computing contract with the zionist regime. The students want the universities to divest from American tech giants.

Moreover, the boycott of brands that support the Israeli Zionists has had a devastating effect on many brands. On social media sites, lists are going around of brands complicit in supporting Israel. Although the boycott has not been wholesale, yet its impact is visible in the reported plummeting of sales and stock prices of many global brands. The push is part of a larger Boycott, Divestment and Sanctions (BDS) campaign targeting Israel-friendly brands since 2005.

Additionally, they want the universities to divest from Israeli companies and stop all academic exchange programs with the zionist state. In almost all universities, faculty staff have also joined students whose protests have taken different forms. At some campuses, such as Columbia, Princeton and Emory, students and faculty set up tents in the university's main square (aka quadrangle). At other campuses, students have occupied various buildings.

Far from respecting people's First Amendment rights to free speech, university administrations have unleashed the police against them. At Emory University in Atlanta, GA, the police not only attacked students but also faculty members. Professor Noelle McAfee, Chair of the Philosophy Department at Emory was arrested and handcuffed and dragged by the police. Videos of her arrest have gone viral on the Internet. The police slammed another female professor at Emory, Caroline Pohlin to the ground even while she repeatedly told them she was a faculty member. She was subjected to George Floyd-type strangulation under the knee of policeman Derek Chauvin in Minneapolis on May 25, 2020.

While the Emory professor was not strangled to death, it showed that the police have not given up their brutal ways despite Chauvin's conviction for the murder of Floyd. It needs pointing out that students participating in these protests are not all Palestinians, Arabs or Muslims. Students of all ethnic backgrounds including Latino students as well as Jewish students who reject zionism and condemn it as a racist ideology, are part of the protest movement.

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.18

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore